بسم اللہ الرحمن الرحیم
نیّرِ حقیقت
در بیان
حقانیّت حنفیّت
تصنیفِ لطیف
حضرت علامہ مولانا اللہ بخش نیّر مجددی چشتی قادری
شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ نیّر المدارس
ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ
ادارہ تحقیقاتِ نیّر ہوت والا شریف
جمن شاہ ضلع لیہ
Mob: 0300 - 8762360

نام کتاب: نیرِّ حقیقت در بیان حقانیت حقیت

نام مصنف: اسیر دیارِ حبیب ﷺ پیر طریقت حضرت علامہ مولانا اللہ بخش نیرِّ مجددی چشتی قادری

مُرتّب: پروفیسر احمد رضا اعظمی المجددی

صفحات: 75

اشاعت: اوّل

سالِ طباعت: 2007

تعداد: 1000

کمپوزنگ: شاہد رضا اعظمی

ناشر: ادارہ تحقیقاتِ نیرّ ہوت والا شریف، جمن شاہ ضلع لیہ

پرنٹر: سندر پرنٹرز چوبارہ روڈ لیہ

قیمت: 30 روپے

ملنے کے پتے:

(1) ادارہ تحقیقاتِ نیرّ ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ

(2) جامعہ نیرّ المدارس ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ

(3) مکتبہ کریمیہ جناح مارکیٹ نیو ملتان

(4) گل رحیم بک سنٹر چوبارہ روڈ لیہ

(5) الرضا پبلک سکول (رجسٹرڈ) جمن شاہ ضلع لیہ

موبائل نمبر: 0300-8762360 - 0606-460613

(6) ڈاکٹر عبدالمنعم خان نقشبندی مجددی نیرّی

مرکز انوار نقشبندیہ بلاک نمبر 12 بند گلی ڈیرہ غازیخان

(7) الحاج نواب محمد مظہر المعروف نواب ببلی خان نقشبندی

نیرّی۔ ملتان روڈ میلسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تحمید وتمہید

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلاۃ والسلام علےٰ رسولہ الامین و علےٰ آلہ واصحابہ اجمعین

امابعد: آج ۱۴ نومبر ۲۰۰۶ء سے چند روز قبل فقیر تلاوت قرآن میں مشغول تھا کہ چند وہابی غیر مقلدین فقیر سے بحث کرنے آ گئے۔ فقیر نے پوچھا تم مومن ہو؟ کہنے لگے یقیناً۔ فقیر نے کہا برصغیر ہندوپاک میں تمہارے فرقہ کے بانی ملاں اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ پوری دنیا میں بمعہ غیر مقلدین اہلحدیث وہابی ایک شخص بھی ایسا نہیں جس کے دل میں رائی بھر ایمان ہو وہ حیران ہو گئے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ فقیر نے عرض کی تمہارے اسمٰعیل دہلوی غیر مقلد وہابی نے تقویت الایمان نامی کتاب میں ایک صحیح حدیث لکھی ہے۔ کہ آخری زمانہ میں خدا ایسی ہوا چلائے گا کہ اس کی تاثیر سے جس کے دل میں رائی بھر ایمان ہوگا مر جائے گا۔ ہمارے نزدیک ابھی ایسا ہونا ہے لیکن تمہارے اسمٰعیل دہلوی نے بطور فائدہ صاف لکھا "سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا" یعنی ہوا چل گئی۔ اگر تمہارے اندر رائی برابر ایمان ہوتا تو تم قبروں میں ہوتے تمہارا زندہ ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ تم ایمان سے خالی ہو۔ تمہارے بڑے غیر مقلد سرزمین ہند کے پہلے وہابی اسمٰعیل دہلوی نے صراط مستقیم نامی کتاب صفحہ ۱۵۰ میں نماز میں حضور ﷺ کے خیال کو گاؤ خر کے خیال سے بدتر لکھا۔ کیا یہی تمہارا اسلام وایمان ہے؟ تقویت الایمان میں لکھا کروڑوں نبی محمد ﷺ کے برابر پیدا ہو سکتے ہیں (معاذ اللہ) حضور ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے ہیں (معاذ اللہ) چوہڑے چمار سے ذلیل ہیں (معاذ اللہ) ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں (معاذ اللہ) تمہارے بڑے غیر مقلد اہلحدیث اسمٰعیل دہلوی نے اپنے رسالہ یکروزی میں جھوٹ کو خدا کیلئے ممکن مانا۔ مقدور العبد کو مقدور اللہ لکھا یعنی جو کام بندہ کر سکتا ہے (زنا، چوری، ناچنا، گانا وغیرہ) وہی کام خدا بھی کر سکتا ہے ایضاح الحق میں اسمٰعیل دہلوی وہابی نے خدا کے لئے جہت سمت مکان

زبان ثابت کیا جس پر مدرسہ دیوبند سے کفر کا فتوے جاری ہوا۔

(مغالطہ) یہ عبارات اسمٰعیل دہلوی نے اس وقت لکھیں جب وہ دیوبندی تھا۔

جواب :۔ اس کے جواب میں لعنۃ اللہ علے الکاذبین، پڑھ دینا ہی کافی ہے۔ اسمٰعیل دہلوی غیر مقلد کی زندگی میں تو مدرسہ دیوبند کا وجود ہی نہیں تھا۔ اہلسنت دیوبندی بریلوی دو مکاتب فکر میں تقسیم ہی نہیں ہوئے تھے کہ اسمٰعیل دہلوی نے سب سے پہلے اپنے پیران کبار اور خاندانی بزرگوں شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز شاہ عبدالقادر اور اپنے والد شاہ عبدالغنی کے مسلک کا انکار کیا اور تقلید کی وجہ سے شرک فی رسالۃ کا مرتکب قرار دے کر امت میں فتنہ ڈالا۔ دیکھو اشرف علی تھانوی کی کتاب شمائم امدادیہ اور امداد المشتاق ملفوظات امداد اللہ مہاجر مکی مرشد علمائے دیوبند۔

(مغالطہ) یہ کفری عبارات شاہ اسمٰعیل کی اس وقت کی ہیں جب کہ وہ دیوبندی تھا جب اہلحدیث بنا ان کفریات سے توبہ کر لی (کوٹ سلطان کے نئے غیر مقلد)

جواب :۔ مدرسہ دیوبند اس وقت بنا بھی نہیں تھا اس نے اگر توبہ کر لی تھی تو ان کفریات کو کیوں چھاپ رہے ہو۔ کفریات کی اشاعت کیوں کر رہے ہو؟ شرم تم مگر نہیں آتی۔

(عظیم مغالطہ) غوث اعظم ہمارے ہم مذہب تھے۔

جواب :۔ بالکل غلط ہے غوث اعظم کے حالات پر لکھی گئی سب سے پہلی کتاب قلائد الجواہر فی مناقب سیدی عبدالقادر مصنفہ امام محمد یحیٰ تاولیؒ صفحہ ۹۳ میں ہے۔ غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی حنفی مذہب تھے۔

(مغالطہ) غوث اعظم کی تصنیف غنیۃ الطالبین میں رفع یدین کا ثبوت موجود ہے لہذا وہ ہمارے مذہب کے تھے۔

جواب :۔ نبراس شرح شرح عقائد نسفی ص ۴۷۶ مطبوعہ لاہور میں ہے غنیۃ الطالبین کی نسبت غوث اعظم کی طرف غلط ہے والاحادیث الموضوعۃ فیھا وافرۃ اس میں موضوع حدیثیں (جنہیں

غیر مقلدین اپنے مذہب کی دلیل سمجھتے ہیں) وافر مقدار میں موجود ہیں۔ جب یہ کتاب غوث اعظم کی تصنیف ہی نہیں تو غیر مقلدین کی جھوٹ کی عمارت دھڑام سے گرگئی۔

جواب ۲:۔ اگر رفع یدین سے غوث اعظم تمہارے ہو گئے تو پھر رافضی بھی تمہارے ہم مذہب ہو گئے کیونکہ وہ بھی تمہاری طرح رفع یدین کرتے ہیں۔

جواب ۳:۔ اگر غوث اعظم کی کتاب صحیح مانتے ہو تو اس میں تراویح کی ۲۰ رکعت لکھی ہیں۔ ,, افتومنون ببعض الکتب و تکفرون ببعض،، مطلب کی بات مانتے ہو باقی کتاب کا انکار کرتے ہو۔

(مغالطہ) غنیۃ الطالبین کے بعض نسخوں میں ۸ رکعت تراویح لکھی ہیں۔

جواب:۔ یہ تم لوگوں نے بعض تراجم میں خیانت کی ہے۔ تمام اصلی اور پرانے نسخوں میں ۲۰ رکعت تراویح لکھی ہے۔

(مغالطہ) مشہور یہ ہے کہ وہ حنبلی تھے۔

جواب:۔ لیکن غیر مقلد نہ تھے۔ تمہارے نزدیک تقلید شرک فی الرسالۃ ہے۔ جب تم غوث اعظم کو مشرک سمجھتے ہو تو ان کی کتاب کا نام لیتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔

(مغالطہ) چاروں امام (ابوحنیفہ، شافعی، مالک، احمد بن حنبل) اتنے شدید اختلافات کے باوجود ایک کیسے ہیں۔

جواب:۔ چاروں امام عقیدہ کے لحاظ سے ایک ہیں۔ دیوبندی اور معتزلے عملیات میں ہمارے ساتھ متفق ہیں لیکن اختلاف عقائد کی بنا پر وہ الگ فرقے اور الگ جماعتیں ہیں۔

(مغالطہ) ہم صرف صحاح ستہ سے احادیث لیتے ہیں۔

جواب:۔ تمام حدیثیں بمعہ بخاری مسلم ابوداود، ترمذی نسائی ابن ماجہ سب مقلد تھے۔ انہیں مشرک بھی سمجھتے ہو (کیونکہ تمہارے نزدیک تقلید شرک فی الرسالت ہے) اور پھر مشرکوں سے حدیثیں

بھی لیتے ہو۔ ،،شرم تم کو مگر نہیں آتی ،،

(مغالطہ) تم حنفی کیوں ہو۔

جواب:۔ اس لئے کہ امام اعظمؒ کے بارے میں حضور ﷺ کی بشارتیں ہیں۔ خیرات الحسان از امام ابن حجر محدث مکی ص ۳۴، ۳۵، ۳۶ میں ہے جان لو کہ ان سب میں بڑی اور بزرگ اور واضح تر کامل تر وہ حدیث ہے جسے شیخین بخاری و مسلم اور ابو نعیمؒ نے۔ حضرت ابو ہریرہؓ اور شیرازی اور طبرائیؒ نے حضرت قیس بن سعد ابن عبادہؓ سے اور طبرانی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ اگر علم ثریا کے پاس بھی ہوتا تو اہل فارس کے کچھ مرد اس کو ضرور لیتے اور شیرازی اور ابو نعیمؒ کے الفاظ یہ ہیں کہ اگر علم ثریا کے پاس لٹکا ہوا ہوتا اور ابو طبرائیؒ کے لفظ قیسؓ کی روایت سے یہ ہیں اس کو عرب نہیں لیں گے تو کچھ مرد فارس سے ضرور اس کو لیں گے حافظ محقق امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ یہ اصل صحیح ہے جس پر امام اعظمؒ کے متعلق بشارت اور ان کی فضیلت تامہ میں اعتماد کیا جاتا ہے۔ امام سیوطیؒ کے بعض شاگردوں نے فرمایا کہ اس حدیث سے امام اعظم ابو حنیفہؒ مراد ہونا جیسا کہ ہمارے استاد (امام سیوطیؒ) نے خیال فرمایا یہ ظاہر ہے اسمیں اصلاً شک نہیں کیونکہ ان کے زمانہ میں اہل فارس سے کوئی شخص علم میں ان کے رتبے کو نہ پہنچا بلکہ ان کے شاگردوں کے مرتبہ تک بھی رسائی نہ ہوئی اور اس میں سرور عالم ﷺ کا کھلا ہوا معجزہ ہے کہ آپ نے غیب کی خبر دی جو ہونے والا ہے بتادیا اور فارس سے وہ خاص شہر مراد نہیں بلکہ جنس عجم یعنی ملک فارس مراد ہے اور عنقریب یہ مضمون آتا ہے کہ امام اعظم کے دادا پردادا بنابر قول اکثر حضرات اہل فارس سے تھے اور دیلمی کی روایت ہے کہ تمام عجم میں بہتر فارس ہے امام جلال الدین سیوطیؒ نے فرمایا اس حدیث کی وجہ سے جن کی صحت پر اتفاق ہے ان کی روایت یہ ہے کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ابو حنیفہ النعمان ہے وہ قیامت تک میری امت کا چراغ ہے اور دوسرے لفظوں میں سے یہ ہے کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام نعمان

اور کنیت ابو حنیفہؒ ہوگی وہ میری امت کا چراغ ہے سراج الامۃ ابو حنیفہؒ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میرے بعد ایک شخص آئے گا جس کا نام نعمان بن ثابت اور کنیت ابو حنیفہ ہوگی خدا کا دین اور میری سنت اس کے ہاتھوں پر زندہ ہوگی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میری امت کی ہر قرن میں سابقین ہوں گے۔ ابو حنیفہ اس امت کے سابق ہیں۔ اور ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام خراسان والوں پر ایک چاند نکلے گا جس کی کنیت ابو حنیفہؒ ہوگی اس سے دوسری روایت میں ہے کہ رائے حسن کی ہے اور بعد ہمارے رائے حنیف ہوگا اس کی وجہ سے بقائے اسلام تک احکام جاری رہیں گے۔ اور اس (امام اعظم) کی رائے مثل میری رائے اور میرے حکم کے ہے اس لئے ایک مرد قائم ہوگا جس کا نام نعمان بن ثابت کوفی اور کنیت ابو حنیفہ ہے اور وہ کوفہ کا رہنے والا ہوگا علم و فقہ میں کوشاں، احکام کو حق بجانب پھیرے گا دین حنیف اور اچھی رائے والا ہوگا۔ سرکار نے فرمایا میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ابو حنیفہ ہے۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان اور ایک روایت اس کی بائیں جانب تل ہوگا خدا کا دین اور میری سنت اس کے ہاتھ پر زندہ ہوگی۔ (بعض لوگوں کا اسے موضوع کہنا مبنی بر تعصب ہے) خدا تعصب سے بچائے۔

خیرات الحسان ص ۳۸ میں ہے امام اعظم کی علوشان پر اس حدیث سے بھی استدلال ہوسکتا ہے جو ارشاد ہوا کہ ۱۵۰ھ میں دنیا کی زینت اٹھ جائے گی اسی وجہ سے امام شمس آلائمہ کردی نے فرمایا کہ اس حدیث سے مراد امام اعظم ہیں کہ ان کا وصال اسی سن میں ہے۔

(مغالطہ) امام اعظم نے کوئی علمی کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔

جواب: سیرۃ النعمان ص ۱۴۳ میں امام اعظم کی تصانیف کے نام درج ذیل ہیں (۱) فقہ اکبر (۲) مسند امام اعظم (۳) عالم والمتعلم حدیث کی ۱۵ کتابیں امام اعظم نے لکھی ہیں۔ (۴) مسند حافظ ابو محمد (۵) مسند ابو القاسم (۶) مسند ابو الحسن (۷) مسند ابو نعیم (۸) مسند شیخ ابوبکر (۹) مسند امام ابو

(۱۰) مسند ابو یوسف (۱۱) مسند امام محمد (۱۲) مسند حماد (۱۳) مسند ابو القاسم عبد اللہ (۱۴) مسند احمد

(۱۵) مسند حصکفی (جس کی شرح ملا علی قاری نے لکھی) (۱۶) مسند ماوردی حافظ عبد اللہ

(۱۷) مسند عبد البزاری (۱۸) جامع صغیر (۱۹) جامع کبیر (۲۰) زیادات (۲۱) کتاب الحج

(۲۲،۲۳) سیر صغیر و کبیر۔

سیرۃ نعمان ص ۱۴ جتنی سوانح عمریاں ابو حنیفہؒ کی لکھی گئیں کسی اور امام کی نہیں لکھی گئیں۔ بعض کے نام یہ ہیں (۱) عقود المرجان از امام احمد بن طحاوی متوفی ۳۲۱ھ (۲) قلائد عقود الدرر و العقبان از امام احمد بن محمد طحاوی،

(۳) الروضۃ العالیہ المنیفہ فی مناقب ابی حنیفہ۔

(۴) مناقب النعمان از شیخ امام محمد بن احمد بن شعیب متوفی ۳۵۷ھ

(۵) مناقب النعمان از شیخ ابو عبد اللہ الصیدی حسین بن علی

(۶) مناقب النعمان از ابو العباس احمد بن الصلت الحمامی ۳۰۸ھ

(۷) حقائق النعمان فی مناقب النعمان از علامہ زمخشری اگرچہ معتزلی تھے مگر امام اعظم کے مقلد تھے۔

(۸) مناقب النعمان از موفق الدین بن احمد م ۵۶۸ھ

(۹) کشف آلاثار امام عبد اللہ بن محمد

(۱۰) مناقب النعمان از امام ظہیر الدین مرغینانی۔

(۱۱) مناقب النعمان از امام محمد الکردری

(۱۲) مناقب النعمان از ابو سفیان بن کاسی

(۱۳) کتاب الانتہا از قاضی ابن عبد البر

(۱۴) مناقب النعمان از ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن احمد۔

(۱۵)مناقب ابی حنیفہ از علامہ ذھبی

(۱۶)بستان فی مناقب النعمان شیخ محی الدین قرشی

(۱۷)تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ از امام سیوطی

(۱۸) عقود الجمان فی مناقب النعمان محمد بن یوسف

(۱۹)خیرات الحسان فی مناقب النعمان ابن حجر مکی

(۲۰)قلائد عقود العقبان

(۲۱)مناقب النعمان شمس الدین احمد بن محمد

(۲۲)مناقب الامام اعظم از شیخ ابوسعید

(۲۳)رسالہ فی فضل ابی حنیفہ از عتیق بن داوٗد

(۲۴)نظم الجمان از شیخ صارم الدین

(۲۵)مناقب الامام الاعظم مولانا محمد

(۲۶)مناقب الامام الاعظم سلیمان سعد الدین آفندی

ہم اس لئے امام اعظم کے مقلد ہیں کہ آپ تابعی ہیں آپ نے صحابہ کی زیارت کی ہمیں صحابہ کی طرح نماز پڑھنا سکھایا۔آپ نے جن احادیث سے مسائل اخذ کئے ان میں کوئی راوی ضعیف کذاب اور بد مذہب نہیں ضعیف کذاب راوی بعد میں پیدا ہوئے۔آپ کا فقہ صحیح احادیث کے حوالہ سے بہت پہلے مرتب ہو چکا تھا اگر کوئی روایت بعد کے محدثین کو ضعیف ہو کر ملے تو فقہ حنفیہ پر کوئی زد نہیں پڑتی اسی بنا پر آپ نے اعلان فرمایا جب مجھے صحیح حدیث ملی وہی میرا مذہب ہے۔ اور چیلنج کیا کہ جب تمہیں اصح حدیث ملے میرا قول چھوڑ دینا مگر آج تک ایسا نہ ہو سکا۔مخالفین اصح حدیث نہ لا سکے۔مخالفین کی پیش کردہ حدیثیں امام کے مذہب کے خلاف ثابت نہ ہو سکیں۔

سیرۃ النعمان ص ٦٦ میں ہے امام ابو حنیفہؒ اس خصوصیت کے ساتھ مشہور ہیں کہ ان کے شیوخ

حدیث بے شمار تھے۔

ابو حفص کبیر نے دعویٰ کیا ہے کہ امام اعظم نے کم از کم چار ہزار شخصوں سے حدیثیں روایت کی ہیں سیرۃ النعمان ص ۲۴۵، ۲۴۶ میں ہے۔ فقہ: اسلامی علوم مثلاً تفسیر حدیث مغازی ان کی ابتداء اگر چہ اسلام کے ساتھ ساتھ ہوئی لیکن جس وقت تک ان کو فن کی حیثیت نہیں حاصل ہوئی وہ کسی شخصیت کی طرف منسوب نہیں ہوئے دوسری صدی کے اوائل میں تدوین و ترتیب شروع ہوئی اور جن لوگوں نے تدوین و ترتیب کی وہ ان علوم کے بانی کہلائے چنانچہ بانی فقہ کا لقب امام ابوحنیفہؒ کو ملا جو درحقیقت اس لقب کے سزاوار تھے اگر ارسطو علم منطق کا موجد ہے تو بے شبہ امام ابوحنیفہؒ بھی علم فقہ کے موجد ہیں۔

مسلمانو! غور کرو۔

ہم علم فقہ کے موجد کو چھوڑ کر شتر بے مہار اور اسپ بے لگام غیر مقلدین کی اتباع کیوں کریں جو اہلحدیث کا لیبل لگا کر ہزاروں حدیثوں کے منکر ہیں۔ سیرۃ النعمان ص ۸۷، ۸۸ میں ہے امام اعظمؒ کی معنوی اولاد (ان کے شاگرد و مقلدین) تو آج ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور شاید (ان کے شاگردوں کی تعداد بوقت تحریر ھذا) چھ سات کروڑ سے کم نہ ہوگی۔

شتر بے مہارو! ہے کوئی تمہارے پاس ایسی شخصیت جس کے سات کروڑ شاگرد ہوں۔

## امام کا تبحر علمی

سیرۃ النعمان ص ۲۵۸ میں ہے قلائد عقود العقبان کے مصنف نے کتاب الصیانۃ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے جس قدر مسائل مدون کئے ان کی تعداد بارہ لاکھ نوے ہزار سے کچھ زیادہ ہے امام محمدؒ کی جو کتابیں آج موجود ہیں ان سے اس کی تصدیق ہو سکتی ہے۔

غور کرو اور سوچو! امام اعظمؒ کو کتنی حدیثیں یاد تھیں۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی

ہم ایسے عظیم محدث کو چھوڑ کر تمہارے پیچھے کیسے آئیں؟ خیرات الحسان ص ۸۴ میں امام کعبہ محدث

ابن حجر مکی لکھتے ہیں امام اعظمؒ نے کعبۃ اللہ کے اندر کھڑے ہو کر قرآن مجید پڑھا تو گوشہ بیت اللہ سے آواز آئی اے ابو حنیفہؒ میں (رب کعبہ) نے تجھے بخش دیا اور ہر اس شخص کو بخش دیا جو تیرے مذہب پر قیامت تک ہوگا۔ حدیثوں کے غلط معنی کر کے لوگوں کا دین وایمان لوٹنے والے دین کے چورو! ہم راہ جنت چھوڑ کر تمہاری اتباع کیوں کریں۔ امام اعظمؒ کی سند حدیث کے بیان میں خیرات الحسان از قلم امام مکہ ابن حجرؒ ۱۵۸ پہلے بیان ہو چکا کہ امام صاحب نے (کئی ہزار) مشہور چار ہزار اساتذہ، تابعین وغیرہم (اور صحابہ) سے علوم حاصل کئے (کیونکہ آپ تابعی ۱۸ صحابہ سے ملنے والے اور ان سے احادیث اخذ کرنے والے اور صحابہ کرام سے سنت رسول کے مطابق نماز سیکھنے والے ہیں اس لئے امام ذھبی وغیرہ نے حفاظ محدیثن میں ان (امام اعظم) کو شمار کیا ہے۔ (حافظ الحدیث اسے کہتے ہیں جسے کم از کم ایک لاکھ حدیث یاد ہو آپ کو تو کئی لاکھ حدیثیں یاد تھیں اور آپ کی سند الحدیث میں صحابہ یا تابعین ہیں ان میں کوئی بھی جھوٹا راوی نہیں جھوٹے راوی تو بعد کی پیداوار ہیں امام اعظم کے فقہ کی بنیاد صحیح وحسن حدیثوں پر ہے۔ انہیں ضعیف کہنا نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین کی جہالت ہے۔ خیرات الحسان ص ۱۵۸ میں ہے جس شخص (نام نہاد اہلحدیث شتر بے مہار غیر مقلد) نے حدیث کے ساتھ کم توجہی آپ (امام اعظم) کی بیان کی ہے اس کی منشاء حسد ہے کیونکہ جو شخص حدیث نہ جانتا ہو اس قسم کے بے شمار مسائل کیونکر مستنبط کر سکتا ہے طرفہ یہ کہ آپ اس طریقہ استنباط کے موجد اور اولین شخص ہین جنہوں نے یہ طریقہ نکالا اور اسی مشغولی کی وجہ سے آپ کی حدیث آپ کے استنباط سے علیحدہ نہیں مشہور ہوئی ۔جس طرح عمر بن خطابؓ چونکہ عام مسلمانوں کی مصلحتوں میں مشغول ہوئے تو ان سے روایات حدیث اس کثرت سے نہیں ہوئی جس طرح اور صحابہ ان سے کم رتبہ والوں سے ہوئی۔۔۔۔

(مغالطہ):۔ امام اعظمؒ کی بنیاد ضعیف حدیثوں پر ہے۔

جواب:۔ جاء الحق ج ۲ ص ۶ میں ہے بعد کا ضعف اگلے محدث یا مجتہد کیلئے مضر نہیں لہذا اگر

ایک حدیث امام بخاری مسلم یا ترمذی نسائی ابن ماجہ کو ضعیف ہو کر ملی کیونکہ اس میں ایک راوی ضعیف شامل ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہی حدیث امام اعظمؒ کو صحیح سند سے ملی ہو (کیونکہ ضعیف راوی بعد کی پیداوار ہیں) آپ (امام اعظمؒ) کے زمانہ تک ضعیف راوی اس کی اسناد میں شامل نہ ہوا ہو لہذا کسی وہابی کو یہ ثابت کرنا آسان نہیں کہ یہ حدیث امام اعظمؒ کو ضعیف ہو کر ملی۔ جن احادیث سے امام اعظمؒ نے استدلال فرمایا تب ضعیف، کذاب راوی بلکہ ان کے باپ دادا پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ امام اعظم کی ولادت ۸۰ھ میں ہے اور وفات ۱۵۰ھ میں۔ اس وقت امام اعظمؒ کے ماخذ کی حدیثیں بالکل صحیح تھیں بعد کے محدثین کو ضعیف ہو کر ملی ہوں تو اس میں مذہب امام اعظم پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ امام اعظم کا زمانہ حضور کے زمانہ ظاہری سے بہت قریب ہے اس وقت حدیثیں ضعیف نہیں تھیں کیونکہ امام صاحب تابعی ہیں۔

ہم خیر القرون والے کی تقلید چھوڑ کر تمہارے پیچھے کیوں آئیں؟ شرم کرو! مسلمانوں کو گمراہ نہ کرو

(مغالطہ) صحیح حدیثوں کا معیار صحاح ستہ ہے یعنی بخاری مسلم ابوداود، ترمذی نسائی ابن ماجہ۔

جواب:۔ الحمدللہ امام اعظم کے مذہب کی تائید صحاح ستہ سے بھی ہوتی ہے ثبوت آگے آنے والا ہے مگر صحیح حدیث کا دارومدار صحاح ستہ پر نہیں۔ صحاح ستہ کو صحیح کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان میں صحیح حدیثیں زیادہ ہیں چونکہ اکثر حکم کل میں آتا ہے اسلئے انہیں صحاح ستہ کہتے ہیں۔ ہمارا ایمان حضور پرنور محمد مصطفےٰ ﷺ پر ہے نہ کہ محض صحاح ستہ پر۔ حضورؐ کی حدیث جہاں سے ملے ہمارے سر آنکھوں پر ہے صحاح ستہ میں ہو نہ ہو غیر مقلدین پر تعجب ہے کہ امام اعظم کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ قرار دیتے ہیں مگر صحاح ستہ کی ایسی اندھی تقلید کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ تقلید کے دلدل میں ایسے پھنسے ہیں کہ توبہ کے سوا چارہ نہیں۔

فتاوٰے عالمگیری مرتب کرنے والے ہزاروں جید علماء کرام کا غیر مقلدین امام اعظم پر طعن کرنے والوں پر کفر کا فتویٰ۔ فتویٰ عالمگیری اردو جلد سوئم ص ۵۹۶ میں ہے اگر کسی نے کہا کہ

قیاس امام اعظم کا حق نہیں ہے تو تکفیر کیا جائے گا۔ بلفظہ

سلطان اورنگ زیب عالمگیرؒ نے اپنے دور حکومت میں ہزاروں جید علماء کرام کی نگرانی میں ملک کا دستور تیار کرایا۔ یہ صرف ایک عالم کا فتویٰ نہیں ہزاروں علماء کا متفقہ فتویٰ ہے کہ امام اعظم کے قیاس کو غلط کہنے والے نام نہاد اہلحدیث دائرہ اسلام سے خارج ہیں، کیونکہ امام اعظم کا قیاس عین شریعت کے مطابق ہے۔ شریعت کا انکار کفر ہے۔ ہم اس وجہ سے امام کی تقلید نہیں چھوڑتے۔ ہمیں علمائے کے فتویٰ پر اعتماد ہے۔

افسوس صد افسوس :۔ جسے یہ بھی پتہ نہیں کہ حدیث کیا ہے اور سنت کیا ہے بلکہ جنہیں عربی عبارت پڑھنا نہیں آتی وہ وحید الزمان وہابی غیر مقلد کی ترجمہ کردہ آمین بالجہر فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین کی چار حدیثیں یاد کر کے اپنے کو امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر سمجھتا ہے حالانکہ ابو حنیفہ حضور کے محبوب اور حضور کے سہارے پر قدم اٹھانے والے ہیں۔ داتا علی الہجویری لاہوری کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شام میں حضرت بلال موذن رسول کی مزار کے قدموں میں سویا خواب میں دیکھا جناب ابوحنیفہ امام اعظم حضور کے سہارے حرم کعبہ میں باب بنوشیبہ سے داخل ہوئے سرکار نے فرمایا یہ تیرا امام ہے اور تیرے شہر والوں کا امام ہے اور سرکار کے سہارے چلنے سے مجھے عین یقین ہو گیا کہ امام اعظم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے جو کچھ کہتے ہیں سرکار کے ارشادات اور آپ کی صحیح احادیث کی روشنی میں فرماتے ہیں۔

جس کی نماز صحیح نہ ہو وہ ولی نہیں ہو سکتا۔ تمام اکابرین اولیاء اللہ داتا ہجویری خواجہ اجمیری شہنشاہ نقشبند سید بہاؤالدین بخاری مجدد الف ثانی بابا فرید گنج شکر، سلطان الاولیا خواجہ نظام الدین اولیاء، غوث بہاوالحق ملتانی، قبلہ عالم مہاروی، شاہ سلیمان تونسوی، خواجہ غلام فرید، خواجہ غلام حسن سواگ، سرکار گولڑہ سید مہر علی شاہ سرکار باروکریم سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ بحوالہ قلائد الجواہر غوث اعظم جیلانی و دیگر اکثر اولیاء مذہب حنفی رکھتے تھے اگر ان کی نماز غلط

ہے تو اولیاء کیسے بن گئے۔ ہمیں حکم ہے کونوا مع الصادقین ،صراط الذین انعمت علیہم ،واتبع سبیل من اناب الی۔ لہذا ہم مقلد امام اعظم ہیں ہمارا نعرہ ہے مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل خاک پائے غوث اعظم زیر سایہ ہر ولی۔

انشاء اللہ ہم مقلدین کا بیڑا پار ہے۔ غیر مقلدین کا امام و پیر شیطان ہے حضور کا ارشاد ہے۔ جس کا پیر مرشد نہیں اس کا پیر شیطان ہے ارشاد الٰہی ہے **ومن یضلل فلن تجدلہ ولیا مرشدا۔**

اب فقیر کتب احادیث اور قرآن مجید سے حقانیت مذہب حنفیہ کے دلائل نقل کریگا انشاء اللہ۔ یاد رہے حنیفہ آپ کی کسی صاحبزادی کا نام نہیں جس طرح ابو ہریرہ کا مطلب بلیوں والا ابو دجاجہ کا مطلب مرغی والا اور ابوتراب کا مطلب مٹی والا ہے اسی طرح ابو حنیفہ کا مطلب دین حنیف والا ہے **قل بل ملۃ ابراھیم حنیفا۔**

## پہلا باب

# کانوں تک ہاتھ اٹھانا

ہم بحمد اللہ جب کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں تو غیر مقلدین کی پیش کردہ کندھوں تک ہاتھ اٹھانے والی احادیث پر خود بخود عمل ہو جاتا ہے لہذا ہم نے ہر فرمان رسول کو مانا اور عمل کیا۔ مگر غیر مقلدین کئی احادیث کا انکار کر کے منکرین حدیث ٹھہرے۔ وہ الزام ہمیں دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

حدیث نمبر ۱،۲،۳۔ بخاری مسلم طحاوی نے مالک بن حویرث سے روایت کی (ترجمہ) حضور ﷺ جب تکبیر فرماتے تو اپنے ہاتھ مبارک کانوں تک اٹھاتے (دیگر الفاظ یہ ہیں) کہ کانوں کی لو تک اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۴۔ ابوداؤد شریف میں حضرت براء بن عازب سے روایت ہے (ترجمہ)

میں نے حضور ﷺ کو دیکھا جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ مبارک کانوں کے قریب تک اٹھاتے **ثم لا یعودُ** پھر آخیر نماز تک **رفع یدین** نہ فرماتے۔

حدیث نمبر ۵:۔ مسلم شریف نے حضرت وائل بن حجر سے روایت کی (ترجمہ) انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ حضور جب نماز میں داخل ہوتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے ایک راوی نے فرمایا کہ اپنے کانوں کے مقابل ہاتھ اٹھا۔ پھر کپڑے میں ہاتھ چھپالئے۔

حدیث نمبر ۶، ۷، ۸:۔ بخاری، ابو داؤد، نسائی نے حضرت ابو قلابہ سے روایت کی (ترجمہ) مالک بن حویرث نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہاتھ شریف اٹھاتے تھے جب تکبیر تحریمہ فرماتے۔ یہاں تک کہ ہاتھ کانوں تک پہنچ جاتے (رکوع میں رفع یدین والا عمل قرآن مجید نے منسوخ کر دیا الذین ہم فی صلاتھم خاشعون خاشعون کی تفسیر سید المفسرین حضور کے چچازاد بھائی ابن عباس نے یہ فرمائی کہ خاشعون وہ ہیں جو (رکوع میں) رفع یدین نہیں کرتے۔

حدیث نمبر ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲:۔ مسند امام احمد اسماۃ ابن راہویہ دار قطنی اور امام طحاوی نے براء بن عازب سے روایت کی (ترجمہ) جب نبی پاک ﷺ نماز پڑھتے ہاتھ بلند کرتے کہ آپ کے انگوٹھے کانوں کے مقابل ہو جاتے۔

حدیث نمبر ۱۳، ۱۴، ۱۵:۔ حاکم نے مستدرک میں دار قطنی اور بیہقی نے نہایت صحیح اسناد سے جو بشرط بخاری و مسلم ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت کی (ترجمہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے تکبیر کہی اور اپنے انگوٹھے اپنے کانوں کے مقابل کر دیئے۔

حدیث نمبر ۱۶، ۱۷:۔ امام بخاری کے استاد محدث عبد الرزاق اور امام طحاوی نے حضرت براء بن عازب سے روایت کی (ترجمہ) جب حضور ﷺ نماز شروع فرمانے کیلئے تکبیر فرماتے تو یہاں تک ہاتھ مبارک بلند کرتے کہ آپ کے انگوٹھے کانوں کی گدی کے مقابل ہو جاتے۔

حدیث نمبر ۱۸:۔ ابوداؤد نے وائل بن حجر سے روایت کی (ترجمہ) حضور ﷺ نے

ہاتھ مبارک بلند کئے یہاں تک کہ ہاتھ مبارک تو کندھوں اور انگوٹھے کانوں کے مقابل ہوگئے۔

حدیث نمبر ۱۹:۔ دار قطنی نے براء بن عازب سے روایت کی (ترجمہ) انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا جب آپ نے نماز شروع کی آپ نے اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے یہاں تک کہ انہیں کانوں کے مقابل فرمادیا پھر نماز ختم ہونے تک رفع یدین نہیں کیا (یہ حدیث جواز رفع یدین کی ناسخ ہے)

حدیث نمبر ۲۰:۔ طحاوی شریف نے ابوحمید ساعدی سے روایت کی (ترجمہ) وہ حضور کے صحابہ سے فرمایا کرتے تھے کہ تم سب سے زیادہ حضور کی نماز کو میں جانتا ہوں آپ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو تکبیر فرماتے اور ہاتھ مبارک چہرہ شریف کے مقابل تک اٹھاتے (ظاہر ہے چہرہ کندھوں سے اوپر ہے) غیر مقلدین وہابیہ کے اعتراضات کا مختصر مگر جامع جواب غیر مقلدین کی پیش کردہ احادیث ہمارے خلاف نہیں کیونکہ کانوں سے انگوٹھے لگنے سے ہاتھ کندھوں تک خود بخود ہو جائیں گے اور دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے گا لیکن کاندھوں تک انگوٹھے لگانے میں ان احادیث پر عمل نہ ہو سکے گا جن میں کانوں تک کا صراحۃً ذکر ہے۔ حنفی دونوں حدیثوں پر عمل کرتے ہیں وہابی کئی حدیثوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔

## غیر مقلدین کو چیلنج

کوئی مرفوع حدیث ایسی دکھاؤ جس میں یہ ہو کہ حضور اپنے انگوٹھے کاندھوں تک اٹھاتے تھے۔ جن احادیث میں کاندھوں کا ذکر ہے وہاں ہاتھ ارشاد ہوا جہاں کانوں کا ذکر ہے وہاں انگوٹھے فرمایا گیا۔

اعتراض:۔ حنفیوں کی حدیثیں ضعیف ہیں۔

جواب:۔ یہ محض مغالطہ اور فریب ہے۔ یاد رہے بقول شما اگر احادیث بعد کے محدثین کو ضعیف ہو کر ملیں تو امام اعظم صحابہ سے ملنے والے تابعی پر اس ضعف کا اثر نہیں ہو سکتا کیونکہ امام اعظم کے زمانہ میں ضعیف راوی بلکہ ان کے باپ دادا پیدا بھی نہیں ہوئے تھے بعد کا ضعف پہلے والوں کو

مضر نہیں۔ حنفی مذہب زندہ باد۔

حدیث نمبر ۲۱: بیہقی ص ۲۵ ج ۲ (ترجمہ) وائل بن حجر نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھایا اور اپنے دونوں انگوٹھوں کو اپنے دونوں کانوں کے مقابلے میں کیا پھر اللہ اکبر پڑھا اس کو ثوری نے روایت کیا اور شعبی نے اور ابوعوانہ نے اور زائدہ بن قدامہ نے اور بشر بن مفصل نے اور ایک جماعت نے عاصم بن کلیب سے انہوں نے کہا حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور اپنے دونوں کانوں کے مقابلے میں کیا اور بعض نے حاذنا کی بجائے **هذا ذ نيه** فرمایا۔۔۔

حدیث نمبر ۲۲:۔ مشکوٰۃ شریف ص ۷۵ (ترجمہ) مالک بن حویرث سے روایت ہے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ اللہ اکبر فرماتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ ان کو دونوں کانوں کے برابر کرتے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اپنے دونوں کانوں کی پپلیوں تک ہاتھوں کو برابر کرتے یہ حدیث بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے۔

حدیث نمبر ۲۳: کنز العمال ص ۲۰۳ ج ۴ (ترجمہ) براء بن عازب سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب تکبیر تحریمہ فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے حتیٰ کہ آپ کے دونوں انگوٹھے آپ کے دونوں کانوں کے قریب دکھائی دیتے۔

حدیث نمبر ۲۴: مسند البراء بن عازب:۔ (ترجمہ) براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے حتیٰ کہ آپ کے دونوں ہاتھ مبارک آپ کے دونوں کانوں کے برابر تھے۔

حدیث نمبر ۲۵ مشکوٰۃ ص ۷۶ (ترجمہ) وائل بن حجر سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر کئے اور اپنے دونوں انگوٹھے اپنے کانوں کے برابر کئے پھر اللہ اکبر فرماتے۔

حدیث نمبر ۲۶: شرح معانی الا ثار ص ۱۱۵ (ترجمہ) براء بن عازب سے روایت ہے

کہ نبی کریم ﷺ نماز شروع کرنے کیلئے جب تکبیر پڑھتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ آپ

کے دونوں انگوٹھے آپ کے دونوں کانوں کی لو کے برابر ہو جاتے۔

حدیث نمبر ۲۷: الطحاوی ص ۱۱۶ (ترجمہ) وائل بن حجر سے روایت ہے کہ میں نے حضور

ﷺ کو دیکھا جب نماز کے لئے تکبیر پڑھتے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کانوں کے برابر کرتے۔

حدیث نمبر ۲۸:۔ مجمع الزوائد ص ۱۸۲ ج ۱ (ترجمہ) عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے

فرمایا میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ نے نماز شروع فرمائی تو دونوں ہاتھوں کو اٹھایا حتیٰ کہ دونوں

ہاتھوں کو کانوں کے برابر کیا

حدیث نمبر ۲۹: مسلم ص ۱۶۸ ج ۱ مالک بن حویرث سے ہے کہ آقا علیہ السلام جب تکبیر

تحریمہ پڑھتے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں کے برابر اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۳۰، ۳۱ نسائی ص ۱۴۰ ج ۱ میں دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

مالک بن حویرث صحابی رسول فرماتے ہیں کہ بے شک جب سرکار نماز پڑھتے اپنے دونوں ہاتھ

اٹھاتے اپنے کانوں کے برابر جب اللہ اکبر کہتے۔

حدیث نمبر ۳۲ نسائی ص ۱۴۱ ج ۱ (ترجمہ) وائل بن حجر کہتے ہیں میں نے سرکار کو دیکھا

کہ جب آپ نماز شروع فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھایا حتیٰ کہ دونوں انگوٹھوں کو اپنے دونوں

کانوں کی لو کے برابر کیا۔

حدیث نمبر ۳۳ مجمع الزوائد ص ۱۸۴ ج ۱ حضور تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کانوں کے

برابر تک اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۳۴ مصنف ابن شیبہ ص ۱۵۷ ج ۱ (مفہوم) حضور افتتاح نماز میں کانوں

تک ہاتھ اٹھاتے

حدیث نمبر۳۵ اسی صفحہ پر سرکار کا کانوں تک ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔

حدیث نمبر۳۶ اسی صفحہ پر کانوں تک ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔

حدیث نمبر۳۷ بیہقی شریف ص ۲۵ ج ۲ میں کانوں تک ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔

دوسرا باب

# ہاتھ باندھنا

مرد کیلئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت رسول ہے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم عورتوں کیلئے ہے ہمارا عمل دونوں حدیثوں پر ہے وہابی غیر مقلد زیر ناف ہاتھ باندھنے والی حدیثوں کے منکر ہیں لہذا یہ اہلحدیث نہیں بلکہ منکرین حدیث ہیں۔ ہمارے پاس کافی احادیث ہیں چند احادیث نقل کرتا ہوں۔

حدیث نمبر۱ (ترجمہ) حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا۔ یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے صحیح اسناد سے نقل کی اس کے سب راوی ثقہ (معتبر) ہیں۔

حدیث نمبر۲ ابن شاہین نے حضرت علیؓ سے روایت کی (ترجمہ) تین باتیں اخلاق نبوت سے ہیں افطار میں جلدی کرنا، سحری میں تاخیر کرنا، نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

حدیث نمبر۳ ابو داود مترجم از وحید الزمان غیر مقلد ص۲۰۱ جلد اول میں ہے۔ (ترجمہ) حضرت علیؓ نے کہا سنت ہے رکھنا پہونچے کا دوسرے پہونچے پر نماز میں ناف کے نیچے۔ ہر حدیث سنت نہیں ہو سکتی لیکن ہر سنت کا ماخذ صحیح حدیث ہے۔ ہم اہلسنت ہیں اہلحدیث نہیں مولا علیؓ نے زیر ناف ہاتھ باندھنا سنت فرمایا

حدیث نمبر۴ ابو داود، مترجم از وحید الزمان غیر مقلد ص۲۰۱ ج ۱ (ترجمہ) ابو ہریرہؓ

نے کہا پہونچے پر پہونچا رکھنا نماز میں ناف کے نیچے چاہیے۔

صحاح ستہ کی رٹ لگانے والوں کو شرم آنی چاہیے۔

اعتراض:۔ ابوداود میں ناف کے اوپر والی حدیث بھی ہے:

جواب:۔ یہ حدیث تمہارے مذہب کے بھی خلاف ہے سینے پر ہاتھ باندھنا ثابت نہ ہوا۔ جو

جواب تمہارا وہی ہمارا۔

حدیث نمبر ۵،۶۔ دار قطنی اور ابن احمد نے حضرت علیؓ سے روایت کی (ترجمہ) نماز

میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ناف کے نیچے سنت ہے۔ سنت رسول کے خلاف کرنے والو

کہاں مقام بنا رہے ہو۔

حدیث نمبر ۷،۸،۹۔ مسند امام احمدؒ دار قطنی اور بیہقی نے حضرت علیؓ سے روایت کی

(ترجمہ) ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۔ رزینؒ نے حضرت ابوجحیفہؓ سے روایت کی (ترجمہ) نماز میں ہاتھ

باندھنا سنت ہے اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے۔

حدیث نمبر ۱۱۔ امام محمدؒ نے کتاب آلاثار شریف میں ابراہیم نخعیؒ سے روایت کی

(ترجمہ) آپ ﷺ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۲۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی (ترجمہ) آپؐ

نے فرمایا کہ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

حدیث نمبر ۱۳۔ ابن حزم نے حضرت انسؓ سے روایت کی (ترجمہ) بے شک آپ نے

فرمایا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا نبوت کے اخلاق میں سے ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۔ ابوبکر ابن ابی شیبہ نے حجاج بن حسان سے روایت کی (ترجمہ) میں نے ابومجلز

سے پوچھا کہ نماز میں ہاتھ کیسے رکھے آپ نے فرمایا کہ اپنے داہنے کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر

رکھے ناف کے نیچے اس حدیث کی اسناد بہت قوی ہیں اور سارے راوی ثقہ (معتبر) ہیں۔

## چیلنج

وہابیوں کو چیلنج کیا جاتا ہے کہ ہر مسئلہ میں بخاری مسلم کی رٹ لگاتے ہیں اگر ان میں رتی بھر شرم وحیا ہے تو ایک حدیث بخاری مسلم کی دکھائیں جس میں مردوں کو نماز میں سینے پر ہاتھ رکھنے کا حکم ہو۔

اعتراض:۔ بلوغ المرام ص ۲۱ میں سینے پر ہاتھ رکھنے کا ثبوت ہے۔

جواب:۔ اولاً تو پتہ نہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے ضعیف ہے یا کیسی ہے۔ ثانیاً اس سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ نماز کے بعد کسی حاجت سے سینہ مبارک پر رکھے۔ باندھے نہیں۔

## امام ترمذی کی رائے

فرماتے ہیں بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ (سینہ کی بجائے) ہاتھ ناف کے بالکل اوپر باندھے بعض کی رائے یہ ہے کہ ناف کے نیچے باندھے ان میں سے ہر ایک جائز ہے۔ ان کے نزدیک اگر امام ترمذی کو سینے پر ہاتھ باندھنے کی کوئی حدیث ملتی تو ضرور نقل فرماتے صرف علماء کی رائے کا ذکر نہ فرماتے۔

حدیث نمبر ۱۵ کنز العمال ص ۲۰۵، ۲۰۶ ج ۴۔ جریر الضبی سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے مولا علیؓ کو دیکھا کہ نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے دائیں ہاتھ کو بائیں کے اوپر زیر ناف باندھا۔

حدیث نمبر ۱۶۔ بیہقی ص ۳۱ ج ۲ میں ہے (ترجمہ) ابو حنیفہؓ نے فرمایا کہ نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی پر رکھنا ناف کے نیچے سنت ہے اسی طرح اسی روایت کو ابو معاویہؒ نے روایت کیا ہے۔ عبدالرحمٰن سے اور اسی روایت کو حفص بن غیاث نے بھی عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۔ بیہقی ص ۳۱ ج ۲ (ترجمہ) حضرت علیؓ سے روایت ہے آپ

فرماتے تھے کہ نماز کی سنتوں سے ہے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔ زیر ناف ہاتھ باندھنا سنت حبیب خدا ﷺ ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۔ الدار قطنی ص ۱۰۷ ج ۱ (ترجمہ) مولا علیؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا نماز میں ہتھیلی پر ہتھیلی رکھ کر ناف کے نیچے باندھنا سنت رسول ہے۔

حدیث نمبر ۱۹۔ الدار قطنی ص ۱۰۷ ج ۱ (ترجمہ) مولا علیؓ سے روایت ہے آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا نبی کریم ﷺ کی سنت سے ہے۔

حدیث نمبر ۲۰۔ ترجمہ مولا علیؓ سے روایت ہے فرمایا ناف کے نیچے ہتھیلی پر ہتھیلی رکھنا سنت رسول ہے۔

حدیث نمبر ۲۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۶۹ ج ۲ (ترجمہ) مولا علیؓ جب بھی نماز کیلئے کھڑے ہوتے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۲۔ آثار السنن ص ۶۹ (ترجمہ) وائل اپنے باپ حجر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھتے ناف کے نیچے۔

حدیث نمبر ۲۳۔ آثار السنن ص ۷۱ (ترجمہ) حجاج بن حسان فرماتے ہیں کہ میں نے ابو مجلز سے سنا یا دریافت کیا تو میں نے کہا میں نماز میں کیسے ہاتھ باندھوں، فرمایا اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کے اندر کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے ظاہر پر باندھو اور دونوں کو ناف کے نیچے باندھو۔

حدیث نمبر ۲۴ آثار السنن ص ۷۱ (ترجمہ) ابراہیمؒ سے روایت ہے فرمایا کہ نماز میں دائیں کو بائیں پر ناف کے نیچے باندھنا چاہیے اس کو ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سندیں حسن ہیں۔

حدیث نمبر ۲۵۔ نیل الاوطار للشوکانی ص ۱۹۵ ج ۲ میں غیر مقلدین کے پیشوا قاضی شوکانی نے

بحوالہ ابوداود مسند احمد لکھا ہے (ترجمہ) مولا علیؓ نے فرمایا کہ ضرور بالضرور نماز میں ہتھیلی کو دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر ناف کے نیچے باندھنا سنت ہے۔

ہم تمہاری بلوغ المرام جیسی غیر معتبر کتاب کی روایت کو ۱۲۵ احادیث ترک کر کے کیسے قبول کریں؟

نوٹ ضروری:۔ تطابق نہ ہونے کے باعث امام اعظمؒ نے سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم عورتوں کو دیا کیونکہ اسی میں حجاب ہے اور زیر ناف ہاتھ باندھنا مردوں کیلئے سنت قرار دیا۔ غیر مقلدین پر خدا کا کیسا عذاب وقہر ہے کہ ۲۵ حدیثیں ترک کرنے کے باوجود بھی اہلحدیث کہلواتے نہیں شرماتے۔ شرم ان کو مگر نہیں آتی۔

## تیسرا باب

# نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھنا

حضور ﷺ جہری نمازوں میں قرات الحمدللہ سے شروع فرماتے بسم اللہ آہستہ پڑھتے مگر وہابی غیر مقلدین بسم اللہ بھی بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ بسم اللہ آہستہ پڑھنے کے ثبوت میں چند احادیث کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱، ۲، ۳:۔ مسلم بخاری اور احمد نے حضرت انس سے روایت کی (ترجمہ) میں نے نبی کریم ﷺ اور ابوبکر صدیقؓ، فاروقؓ، عثمانؓ کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں ان میں سے کسی کو بھی بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا۔

حدیث نمبر ۴: مسلم نے حضرت انس سے روایت کی (ترجمہ) بے شک نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمرؓ الحمدللہ رب العالمین سے قرات شروع فرماتے۔

حدیث نمبر ۵، ۶، ۷:۔ نسائی ابن حبان، طحاوی شریف نے حضرت انسؓ سے روایت کی (ترجمہ) میں نے نبی کریم ﷺ، ابوبکر، عمر، عثمانؓ کے پیچھے نمازیں پڑھیں ان میں سے کسی کو میں نے بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھتے نہ سنا۔

حدیث نمبر ۸، ۹، ۱۰، ۱۱:۔ طبرانی نے معجم کبیر میں ابونعیم نے حلیہ ابن خزیمہ اور طحاوی نے حضرت انسؓ سے روایت کی (ترجمہ) بے شک نبی کریم ﷺ اور ابوبکر و عمرؓ نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۲، ۱۳، ۱۴:۔ ابو داود، دارمی اور طحاوی نے حضرت انس سے روایت کی (ترجمہ) بے شک نبی ﷺ اور ابوبکر، عمر، وعثمانؓ الحمدللہ رب العالمین سے قرات شروع فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۵:۔ مسلم نے حضرت انسؓ سے روایت کی (ترجمہ) یقیناً نبی ﷺ اور ابوبکر، عمر، عثمانؓ الحمدللہ سے قرات شروع فرماتے تھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ قرات کے شروع میں پڑھتے تھے نہ قرات کے آخر میں۔

حدیث نمبر ۱۶:۔ ابن ابی شیبہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی (ترجمہ) وہ یعنی عبداللہ بن مسعود بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور اعوذ باللہ اور ربنا لک الحمد ہمیشہ آہستہ پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۷:۔ امام محمدؒ نے کتاب آلاثار میں حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ چار چیزوں کو امام آہستہ پڑھے بسم اللہ، سبحنک اللھم، اعوذ باللہ اور آمین۔

حدیث نمبر ۱۸، ۱۹:۔ مسلم اور ابوداود نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز تکبیر سے شروع فرماتے تھے اور قرات الحمدللہ سے۔

حدیث نمبر ۲۰:۔ امام بخاری کے استاد محدث عبدالرزاقؒ نے ابو فاختہ سے روایت کی مولا علیؓ بسم اللہ اونچی آواز سے نہ پڑھتے تھے الحمدللہ اونچی آواز سے پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۱:۔ ابن ماجہ ص ۵۹ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نماز میں قرات الحمدللہ رب العالمین سے شروع فرماتے۔

حدیث نمبر۲۲:۔ الدارمی ص ۱۴۶ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور ابو بکر اور عمر اور عثمانؓ نماز میں قرات کو الحمد للہ سے شروع فرماتے ابو محمد نے کہا کہ میں بھی یہی کہتا ہوں اور میں نے بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کسی (امام) کو بھی زور سے پڑھتے نہیں سنا۔

حدیث نمبر۲۳:۔ موطا امام مالک ص ۱۲۷ انس بن مالک سے روایت ہے فرمایا میں نے ابو بکر، اور عمر عثمانؓ سب کی اقتداء میں قیام کیا جب وہ نماز کو شروع کرتے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (زور سے) نہ پڑھتے۔

حدیث نمبر۲۴:۔ ابو داود ص ۱۲۱ ج ۱ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ قرات کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع فرماتے۔(غیر مقلدین وہابی اہل بدعت ہیں)۔

حدیث نمبر۲۵:۔ ابن ماجہ ص ۵۹ حضرت عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے زیادہ بدعت سے بچنے والا کوئی زیادہ سخت نہیں دیکھا میرے والد مغفل نے مجھ سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم زور سے پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا اے میرے بیٹے بدعت سے بچ بے شک میں نے نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی اور ابو بکرؓ کی اقتدا میں بھی اور حضرت عمر اور عثمانؓ کی اقتدا میں بھی ان میں سے کسی کو بھی نہیں سنا کہ زور سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوں تو جب قرات شروع کرے تو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرنا۔

حدیث نمبر۲۶:۔ نسائی ص ۱۴۴ ج ۱ (ترجمہ) انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہم کو حضور ﷺ نے نماز پڑھائی تو ہم نے حضور ﷺ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔ حضرت ابو بکر، عمرؓ نے نماز پڑھائی ہم نے ان دونوں سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔

حدیث نمبر۲۷۔ نسائی شریف ص ۱۴۴ ج ۱ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور ابو بکر، عمر عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی میں نے ان حضرات

میں سے کسی کو بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔

حدیث نمبر ۲۸:۔ احکام الاحکام ص ۷۸ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور ابوبکر اور عمرؓ قرات الحمد للہ رب العالمین سے شروع فرماتے ایک اور روایت میں ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوبکر اور عمر اور عثمانؓ کی اقتدا میں نماز پڑھی میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم اونچی آواز سے پڑھتے نہیں سنا زور سے۔ بسم اللہ نہ شروع قرات میں پڑھتے تھے اور نہ آخر میں۔

حدیث نمبر ۲۹:۔ کنز العمال ص ۲۰۹ ج ۴ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ اور ابوبکر اور عمر عثمانؓ کی اقتدا میں نماز ادا کی ان میں سے کسی نے بھی بسم اللہ زور سے نہیں پڑھی۔

حدیث نمبر ۳۰:۔ ابوداود ص ۱۲۱ ج ۱ میں مستقل باب ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم زور سے نہ پڑھنے کا باب۔

حدیث نمبر ۳۱:۔ اسی طرح نسائی ص ۱۴۴ ج ۱ میں بسم اللہ زور سے نہ پڑھنے کا باب ہے۔

حدیث نمبر ۳۲:۔ احکام الاحکام ص ۷۱ میں بسم اللہ زور سے نہ پڑھنے کا باب ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم کسی سورت کا ابتدائی جزو نہیں ہے کیونکہ پہلی وحی اقراء ہے۔ بسم اللہ نہیں۔ ان معتبر دلائل اور بخاری مسلم کی حدیثوں کے مقابلہ میں اہلحدیث کہلانے والے غیر مقلدین وہابیوں کی پیش کردہ شاذ حدیثوں کی کوئی وقعت اور کوئی حیثیت نہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نماز کی نیت اور تکبیر تحریمہ سے پہلے کبھی کبھی برکت کیلئے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے۔ اتنی کثیر احادیث کو جھٹلانا خدا کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔

# چوتھا باب

# مسئلہ فاتحہ خلف الامام

قرآن وحدیث کے احکام کے مطابق احناف امام کے پیچھے قرات نہیں کرتے یہی حکم خدا ہے۔

پہلی دلیل:۔ارشادخداوندی ہے۔واذاقری القرآن فاستمعو الہ و انصتو العلکم ترحمون (پ ۹ اعراف) اور جب بھی قرآن مجید پڑھا جائے تو تم اس کو سنو اور خاموش رہو تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ثابت ہوا جو قرات قرآن کے وقت خاموش نہیں رہتا وہ حکم خداوندی کی تکذیب کرنے والا ہے۔

دوسری دلیل:۔تفسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود نے بعض لوگوں کو امام کے ساتھ قرآن پڑھتے سنا جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ابھی تک یہ وقت نہ آیا کہ تم اس آیت واذا قری القرآن کو سمجھو (یعنی امام کے پیچھے فاتحہ اور سورۃ نہ پڑھو)۔

تیری دلیل:۔اسی آیت کی تفسیر ابن عباس (سید المفسرین حضور ﷺ کے چچازاد بھائی نے یوں فرمائی۔جب فرض نماز میں قرآن پڑھا جائے تو (جہری قرات) کو کان لگا کر سنو اور قرآن (سراً وجہراً) پڑھے جاتے وقت خاموش رہو۔

چوتھی دلیل:۔تفسیر مدارک التنزیل میں امام نسفیؒ نے اس آیت کی تفسیر یہ فرمائی۔صحابہ کرام کا فہوماں یہ ہے کہ یہ آیت مقتدی کے قرات امام سننے کے متعلق ہے۔تعامل صحابہ کے منکرین خدا کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں۔مندرجہ ذیل تفسیروں میں ہے کہ یہ آیت امام کے پیچھے قرات کی ممانعت کے بارے اتری ہے۔تفسیر جمل ص ۲۲۳ ج ۲ تفہیم القرآن مودودی ص ۱۱۴ ج ۲ تفسیر حسینی ج ۱ ص ۱۴۱، جلالین ص ۱۴۴ طبع مصری تفسیرات احمدیہ از استاد عالمگیر ص ۲۹۶، ۲۹۷ ابن جریر طبری وغیرہم

پانچویں دلیل:۔بیہقی میں حضرت مجاہد سے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں ہے۔

حضور ﷺ نماز میں قرات فرما رہے تھے کہ آپ نے ایک انصاری جوان کی قرات کی تب

آیت کریمہ نازل ہوئی واذاقری لقرآن یعنی امام کے پیچھے قرات مطلقاً نہ کرو۔

چھٹی دلیل:۔ ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اسناد کے ساتھ معاویہ بن قرۃ سے روایت کی کہ

انہوں نے حضرت عبداللہ بن مغفل صحابی رسول سے اس آیت کے نزول کے بارے میں پوچھا تو

انہوں نے جواب دیا یہ آیت واذاقری القران امام کے پیچھے قرات کرنے کے متعلق نازل

ہوئی لہذا جب امام قرات کرے تو تم (جہری قرات) کان لگا کر سنو اور (سری و جہری قرات کے

وقت) خاموش رہو۔

نوٹ ضروری:۔ نماز کے ذکر میں جب بھی لفظ قرات بولا جاتا ہے تو اس سے تلاوت قرآن

فاتحہ و سورۃ مراد ہوتی ہے قرات کے معانی ناول وغیرہ پڑھنا نہیں۔

ساتویں دلیل:۔ تفسیر ابن کثیر اردو (وہابیوں کی مانی ہوئی تفسیر) مطبوعہ اصح المطابع کراچی پارہ

نمبر ۹ ص ۲۵، ۲۶ ملحھا ہے۔ لیکن یہ سکون کی تاکید فرض نماز کے بارے میں ہے جیسا کہ ﷺ

نے فرمایا کہ جب امام نماز پڑھنے لگے جب وہ تکبیر کہے تو خاموش ہو جاؤ۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ

اس آیت کے اترنے سے پہلے لوگ نماز پڑھنے میں باتیں کرلیا کرتے تھے چنانچہ جب یہ آیت

اتری کہ خاموش ہو جاؤ اور قرآن سنو تو سکوت کا حکم دیا گیا۔ ابن مسعود نماز پڑھا رہے تھے لوگوں کو

دیکھا کہ امام کے پیچھے خود بھی قرات کر رہے ہیں تو نماز ختم کر کے کہا تمہیں کیا ہو گیا کہ قرآن سنتے

نہیں سمجھتے نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خاموش رہ کر سننے کی ہدایت فرمائی ہے۔ امام کی اپنی قرات

ہی تمہارے لئے کافی ہے اگر چہ اس کی آواز تمہیں سنائی نہ دے۔ امام ابو حنیفہؒ اور احمد بن حنبلؒ

کہتے ہیں کہ مقتدی ہرگز قرات نہ کرے۔ نہ سری نماز میں نہ جہری میں کیونکہ حدیث میں وارد ہے

کہ امام کی قرات تمہاری قرات ہے یہی زیادہ صحیح ہے ملحھا۔ تفسیر ابن کثیر ص ٦٦ پارہ ۹۔

دلیل نمبر ۸:۔ جامع الترمذی ما جاء فی ترک القراۃ خلف الامام ص ٤٦ ج ١ بغیر فاتحہ کے نماز نہیں

ہوتی مگر امام کے پیچھے بغیر فاتحہ کے ہو جاتی ہے امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے جس کو امام ترمذی جیسا بلند پایہ محدث حسن صحیح حدیث کہے دو ٹکے کے ملاں کا کیا حق پہنچتا ہے کہ اس حدیث کا انکار کرے شرم ان کو مگر نہیں آتی۔

دلیل نمبر ۹:۔ موطا امام مالک (امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نزدیک بخاری سے بھی اصح کتاب) ص ۷۴، ۷۵ مترجم اردو ترجمہ از وحید الزمان وہابی میں ہے جس شخص نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو گویا اس نے نماز نہ پڑھی مگر جب امام کے پیچھے ہو (تو ہو جائے گی) وہابی مترجم نے بطور فائدہ لکھا یہ قول جابر بن عبداللہ کا موید ہے ابوحنیفہؒ کے مذہب کو۔

نوٹ:۔ یہ متفقہ اصول صحابی کا قول حکماً مرفوع ہوتا ہے جبکہ اس کی تائید امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

دلیل نمبر ۱۰:۔ ترمذی ص ۶۵ ج اول نماز فاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی جب اکیلے نماز پڑھ رہا ہو منفرد کی نماز بغیر فاتحہ نہیں ہوتی مقتدی کی ہو جاتی ہے۔

دلیل نمبر ۱۱:۔ ترمذی ص ۶۶ ج ۱ امام کے پیچھے بغیر فاتحہ کے نماز ہو جاتی ہے۔

دلیل نمبر ۱۲:۔ حاشیہ ترمذی ص ۶۵، ۶۶ مقتدی کی نماز بغیر فاتحہ کے جائز ہے۔

دلیل نمبر ۱۳:۔ حکم خداوندی ہے اے محبوب جب تمہارے سامنے جبرائیلؑ قرآن کی تلاوت کرے تو لاتحرک بہ لسانک آپ اس وقت اپنی زبان کو حرکت نہ دیں بلکہ خاموش رہیں معلوم ہوا امام کی قرات کے وقت خاموش رہنے کا حکم قرآنی حکم ہے منکر اس کا انجام خود سوچ لے۔

دلیل نمبر ۱۴:۔ قرآنی حکم کی حدیث سے تائید نسائی شریف ص ۱۴۹ ج ۱ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے اللہ تعالےٰ کے فرمان لاتحرک بہ لسانک کے متعلق فرمایا حضرت عباسؓ نے حضور ﷺ پر قرآن جلدی سے القاء کیا جاتا تھا حضور ﷺ اپنے ہونٹوں کو ہلاتے اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ حضور ﷺ آپ اپنی زبان سے قرآن کو جلدی پڑھ کر حرکت دینے کی تکلیف نہ کریں بے شک

ہمارے ذمہ کرم پر ہے قرآن کا جمع کرنا۔ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے سینہ میں قرآن جمع کرنا ہمارے ذمہ کرم پر ہے پھر آپ اس کو تلاوت فرمائیں تو جب ہم قرآن پڑھنا شروع کریں تو آپ اس کی قرات کو سنیں فرمایا یعنی قرآن کو سنیے اور خاموش رہیے پھر سرکار کے پاس جبرائیلؑ آتے آپ خاموشی سے سن لیتے جب وہ سنا کر چلے جاتے اس کی تعلیم کے مطابق آپ خود پڑھ لیتے۔

ف:۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر کسی پر قرآن پڑھا جائے تو اس کو خاموشی سے سننا فرض ہے جو ت امام کے وقت زبان کو حرکت دیتا ہے قرآن کی تکذیب کرتا ہے۔

دلیل نمبر ۱۵:۔ صحیح بخاری ص ۱۰۸ ج ۱ صدیق اکبر سرکار کے پیچھے رکوع میں آکر ملے۔۔۔۔۔۔۔ بعد میں آپ نے فرمایا جو رکوع میں مل گیا اس کی رکعت ہوگئی ف:۔ معلوم ہوا فاتحہ پڑھنا امام کے پیچھے فرض نہیں۔اگر فرض ہوتا تو رکعت نہ ملتی۔

دلیل نمبر ۱۶:۔ مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۶۴ ج ۱ سرکار نے فرمایا جب امام کے رکوع سے ہاتھ اٹھانے سے پہلے تو رکوع میں مل گیا تو تجھے رکعت مل گئی۔ ف:۔ معلوم ہوا فاتحہ خلف الامام فرض نہیں اگر فرض ترک ہوتا تو رکعت نہ ملتی۔

دلیل نمبر ۱۷:۔ اسی قسم کی ایک اور حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کے اسی صفحہ پر موجود ہے۔

دلیل نمبر ۱۸:۔ موطا امام مالک مترجم وحیدی ص ۲۲ باب من ادرک رکعۃ من الصلوۃ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے ایک رکعت نماز میں سے پالی تو اس نے وہ نماز پالی۔اس حدیث کا تیسرا مطلب مولوی وحید الزمان غیر مقلد نے یہ لکھا ہے۔تیسرے کہ جس نے رکوع پالیا تو گویا اس نے وہ رکعت پالی اگر رکوع نہ ملا تو وہ رکعت گئی۔

ف:۔ معلوم ہوا نماز میں فاتحہ پڑھنا مقتدی کے لئے فرض نہیں کیونکہ فرض کے ادا کئے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

دلیل نمبر ۱۹:۔ موطا امام مالک مترجم وحیدی ص ۲۲ (ترجمہ) عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں جب قضا ہو جائے رکوع ترا تو قضا ہو گیا سجدہ تیرا بطور فائدہ غیر مقلد مولوی وحید الزمان نے اس حدیث کے ماتحت لکھا۔

ف:۔ یعنی اگر رکوع نہ ملا امام کے ساتھ تو وہ رکعت گئی۔ معلوم ہوا بحالت قیام فاتحہ پڑھنا مقتدی کیلئے ضروری نہیں۔

دلیل نمبر ۲۰:۔ موطا امام مالک ص ۲۲ وحیدی امام مالک کہتے ہیں مجھے پہنچا عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت سے کہ دونوں (صحابی) فرماتے تھے جس نے رکوع پایا تو اس نے سجدہ پالیا۔ وہابی مترجم وحید الزمان غیر مقلد نے بطور فائدہ لکھا۔

ف:۔ یعنی رکعت کو پالیا۔ صحابہ کا قول مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔ معلوم ہوا فاتحہ خلف الامام فرض نہیں۔ بخاری میں ابو ہریرہ سے مروی قول کہ جب رکوع پائے تو اس کو رکعت میں نہ شمار کر کی ناسخ حدیث۔

دلیل نمبر ۲۱:۔ موطا امام مالک ص ۲۲ مترجم وحیدی میں ہے امام مالک کہتے ہیں کہ مجھے پہنچا ابو ہریرہؓ فرماتے تھے جس شخص نے رکوع پالیا تو اس نے سجدہ پایا یعنی وہ رکعت پائی۔ ابو ہریرہ کا یہ قول جو کہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہے ناسخ ہے بخاری کے قول کا جسے غیر مقلدین اپنی دلیل بنائے ہوئے ہیں۔ بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی موطا امام مالک کا مقام بخاری سے اعلےٰ ہے۔ موطا کی حدیث بخاری سے اصح ہے۔

دلیل نمبر ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵:۔ مجمع الزوائد ص ۱۸۵ ج ۱ بحوالہ مسند امام احمد، ابو یعلی اور بزاز ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرمایا کہ صحابہ کرام حضور کے پیچھے پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ مجھ پر تم قرآن کو مخلوط کرتے ہو (پھر ممانعت فرمادی)

دلیل نمبر ۲۶، ۲۷، ۲۸:۔ مجمع الزوائد ص ۱۷۵ ج ۱ میں۔ بحوالہ مسند احمد طبرانی کبیر اور اوسط صحیح

رجال کے ساتھ مروی ہے۔ عبد اللہ بن بحینہ حضور ﷺ کے اصحاب سے تھے کہتے ہیں بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مقتدیوں سے کوئی ایک میرے ساتھ ساتھ پڑھتا ہے صحابہ نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا بے شک میں کہتا ہوں کیا بات ہے کہ مجھے قرآن پڑھنے میں تنازع ہوتا ہے تو جب سے آپ نے فرمایا آپ کے ساتھ پڑھنے سے صحابہ رک گئے۔

دلیل نمبر ۲۹:۔ موطا امام مالک ص ۲۹ جہری نماز میں ممانعت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نماز جہری سے فارغ ہوئے تو فرمایا کیا تم سے کس شخص نے میرے ساتھ ساتھ قریب قریب ہی پڑھا تو صرف ایک آدمی نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ میں نے پڑھا ہے کہا ابو ہریرہؓ نے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک میں کہتا ہوں کیا وجہ ہے مجھے قرآن پڑھنے میں جھگڑا پڑتا ہے تو جو نماز میں حضور کے پیچھے پڑھتے تھے وہ قرآن پڑھنے سے رک گئے جب سے انہوں نے سرکار کا ارشاد سنا۔

ف: سری نمازوں میں ممانعت کی احادیث پہلے آچکی ہیں اور مزید آگے آنے والی ہیں۔

دلیل نمبر ۳۰:۔ نسائی شریف ص ۱۴۶ ج ۱ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ جہری نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا تم سے میرے ساتھ قریب ہی کس نے پڑھا ہے؟ ایک آدمی نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ میں نے پڑھا ہے۔ آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں کیا بات ہے کہ مجھے قرآن پڑھنے میں جھگڑا پڑتا ہے تو جب سے لوگ آپ کے پیچھے قرآن پڑھنے سے رک گئے۔

ف:۔ سری نماز میں ممانعت کی احادیث پہلے آچکی ہیں مزید آگے آنے والی ہیں۔

دلیل نمبر ۳۱:۔ ترمذی شریف ص ۴۲۰ ج ۱ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جہری نماز سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ تم میں سے قریب ہی کسی نے میرے ساتھ قرات کی ہے تو ایک آدمی نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ارشاد فرمایا میں کہتا ہوں کیا بات ہے کہ مجھے قرات

قرآن میں دقت ہوتی ہے ابو ہریرہ نے کہا صحابہ کرام نے جب سے آپ کا ارشاد سنا آپ کے پیچھے قرات سے رک گئے۔

## سری نمازوں میں بھی قرات خلف الامام کی ممانعت

دلیل نمبر ۳۲:۔ مسلم شریف ص ۱۷۲ ج ۱ عمران بن حصینؓ سے روایت ہے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ظہر یا عصر کی (سری) نماز پڑھائی تو فرمایا تم سے کون ہے جس نے میرے پیچھے سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھا ہے تو ایک آدمی نے عرض کیا میں نے یا رسول اللہ پڑھا ہے۔ اور میرا ارادہ سوائے جہری کے اور کچھ نہیں تھا پس حضور ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا کہ تمہارا بعض مجھے قرآن پڑھنے میں خلل ڈالتا ہے۔

ف:۔ معلوم ہوا امام کے پیچھے فاتحہ وغیرہ پڑھنا خلل ڈالنا ہے۔

دلیل نمبر ۳۳:۔ یہی حدیث مسلم شریف کے اسی صفحہ پر اور بھی درج ہے۔

دلیل نمبر ۳۴:۔ یہی حدیث نسائی شریف ص ۱۴۶ ج ۱ میں درج ہے۔ امام فاتحہ پڑھے مقتدی صرف آمین کہے۔

دلیل نمبر ۳۵:۔ نسائی ص ۱۴۷ ج ۱ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین کہے تو تم مقتدی آمین کہو۔ اس حدیث سے مقتدی کیلئے امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کا حکم ثابت ہوا۔

دلیل نمبر ۳۶:۔ طحاوی شریف میں ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور نے نماز پڑھائی تو پھر آپ صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا امام کی قراءت کی حالت میں تم تلاوت کرتے ہو؟ صحابہ خاموش رہے حضور نے تین بار سوال فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا ہاں فرمایا آئندہ ہرگز ایسا نہ کرنا۔ سرکار نے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا طریقہ فاتحہ کے بغیر فرمایا،

دلیل نمبر ۳۷:۔ بخاری شریف ص ۹۵، ص ۱۰۱ ج ۱ اکٹھی تین حدیثیں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے

کہ سرکار ﷺ نے فرمایا امام اسلئے ہی بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے تو جب اللہ اکبر کہے تو اللہ اکبر کہو۔ جب امام رکوع کرے تو رکوع کرو اور جب **سمع اللہ لمن حمدہ** کہے تو **ربنا لک الحمد** کہو اور جب سجدہ کرے تو سجدہ کرو۔

ف:۔ حدیث میں یہ حکم قطعاً نہیں کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھو۔ سرکار کا فرمان قرات امام کے وقت خاموش کھڑے رہو۔

دلیل نمبر:۔ ۳۸:۔ ابن ماجہ ص ۶۱ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرکارؐ نے فرمایا امام اسلئے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے تو جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب قرات (فاتحہ و سورۃ یا آیات) پڑھنا شروع کردے تو تم خاموش رہو اور جب ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اس حدیث شریف میں حضور ﷺ نے فاتحہ نہ پڑھنے کے دو دلائل ارشاد فرمائے **اذ اقرء نا فا نصتوا** جب امام قرات شروع کرے تم خاموش ہو جاؤ ثانیاً۔ جب امام ولا الضالین کہے تو تم صرف آمین کہنا فاتحہ نہ پڑھنا۔

دلیل نمبر ۳۹:۔ ابن ماجہ ص ۶۱ ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا جب امام قرات (فاتحہ وغیرہ) پڑھنا شروع کرے تو خاموش ہو جاؤ۔ **مسلسل** اور متواتر حدیثوں میں سرکار کا حکم ہے **اذا قراء ت الامام فانصتوا** جب امام قرات کرے خاموش رہو۔

## چیلنج

غیر مقلدین صرف ایک حدیث دکھادیں جس میں یہ حکم ہو **اذا قراء الامام فاقروا** جب امام قرات کرے تم بھی پڑھو ورنہ توبہ کریں اور مذہب حنفی کی حقانیت مان لیں۔

دلیل نمبر ۴۰:۔ ابوداؤد مترجم از وحید الزمان غیر مقلد ص ۳۱۲ ج ا عبادہ بن صامت سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز نہ ہوگی اس شخص کی جو سورہ فاتحہ اور کچھ زیادہ نہ پڑھے سفیان نے کہا یہ حدیث اس کے واسطے ہے جو تنہا نماز پڑھے۔

ف:۔ اس حدیث نے غیر مقلدین کا صفایا کر دیا۔ اولاً جسطرح فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اسی طرح فاتحہ اور کچھ زیادہ کے بغیر بھی نماز نہیں ہوتی غیر مقلدین اور کچھ زیادہ تو نہیں پڑھتے مگر فاتحہ پڑھتے ہیں حالانکہ دونوں جگہ الصلوٰۃ ارشاد فرمایا گیا جسطرح سورۃ فاتحہ اور کچھ ملانے کا حکم مقتدی کے لئے نہیں اسی طرح فاتحہ کا حکم بھی مقتدی کیلئے نہیں ثانیاً یہ لوگ حضرت سفیان سے زیادہ فرمان رسول کا مطلب سمجھنے والے نہیں وہ فرماتے ہیں یہ حکم منفرد کیلئے ہے مقتدی کیلئے نہیں۔

دلیل نمبر ۴۱: نسائی ص ۱۴۶ ج ۱: ابوہریرہؓ سے روایت ہے امام اس لئے ہی بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے تو جب امام اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو اور جب قرآن پڑھنا شروع کرے تو خاموش ہو جاؤ غیر مقلدو! خدا اور رسول کی نافرمانی نہ کرو۔

دلیل نمبر ۴۲:۔ نسائی شریف کے اسی صفحہ پر ایک اور حدیث میں بھی یہی حکم ہے جب امام قرآن پڑھے خاموش ہو جاؤ۔

دلیل نمبر ۴۳:۔ دارقطنی ص ۱۲۴ میں بھی سرکار کا حکم ہے کہ جب امام قرات شروع کرے تم خاموش ہو جاؤ۔

دلیل نمبر ۴۴: دارقطنی ص ۱۲۵ میں بھی سرکار کا حکم ہے کہ جب امام قرات شروع کرے تم خاموش ہو جاؤ۔

دلیل نمبر ۴۵:۔ دارقطنی اسی صفحہ پر سرکار کا یہی حکم ہے کہ امام جب قرات شروع کرے تم خاموش ہو جاؤ۔

دلیل نمبر ۴۶:۔ کنز العمال ص ۱۲۸ ج ۴ میں سرکار کے دو حکم ہیں امام جب قرات شروع کرے تم خاموش ہو جاؤ اور جب امام ولا الضالین کہے تم آمین کہو۔ (فاتحہ نہ پڑھ)۔

دلیل نمبر ۴۷:۔ طحاوی ص ۱۲۸ ج ۱ حضور ﷺ نے فرمایا جب امام قرآن پڑھنا شروع کرے تم خاموش رہو امام کی قرات مقتدی کیلئے کافی ہے۔

دلیل نمبر ۴۸:۔ طحاوی ص ۱۲۸ میں ہے جابرؓ سے مروی ہے من کان له امام فقراة الامام له قراة۔ جس کا کوئی امام ہو تو امام کی قرات مقتدی کیلئے کافی ہے۔

ف:۔ مقتدی خاموش رہے۔

دلیل نمبر ۴۹:۔ دار قطنی ص ۱۲۲ جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے سرکار نے فرمایا امام کا قرآن پڑھنا مقتدی کا ہی پڑھنا ہے یعنی امام کا قرآن پڑھنا مقتدی کیلئے کافی ہے۔

دلیل نمبر ۵۰:۔ دار قطنی ص ۱۲۳ جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے سرکار نے ہمیں نماز پڑھائی اور آپ کے پیچھے ایک شخص پڑھتا تھا تو اس کو ایک آدمی نے روکا اور وہ روکنے والا صحابی رسول تھا۔ دونوں کا جھگڑا ہو گیا تو پڑھنے والے نے کہا کہ تو مجھے سرکار کے پیچھے پڑھنے سے روکتا ہے حتی کہ دونوں سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سرکار ﷺ نے فرمایا جس شخص نے امام کی اقتداء میں نماز پڑھی تو امام کا قرآن پڑھنا مقتدی ہی کا پڑھنا ہے۔

ف: یعنی مقتدی قرآن نہ پڑھے۔

دلیل نمبر ۵۱:۔ دار قطنی ص ۱۲۳ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ کے پیچھے ظہر وعصر میں قرات کی تو ایک صحابی نے اس کی طرف اشارہ کیا تو اس نے اسکو روکا تو جب وہ فارغ ہوا تو اس نے کہا تو مجھے حضور ﷺ کے پیچھے قرآن پڑھنے سے روکتا ہے۔ تو اس مسئلہ میں ان کی بحث ہو گئی حتی کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے امام کے پیچھے پڑھا تو امام کا قرآن پڑھنا مقتدی کا ہی پڑھنا ہے۔ اس میں ایک سند حسین بن عبادہ کی قوی ہے۔

ف:۔ مقتدی خاموش رہے۔ امام کی قرات اسے کافی ہے۔

دلیل نمبر ۵۲:۔ کنز العمال ص ۱۳۱ ج ۱ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارا کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو چاہیے کہ وہ (مقتدی) خاموش رہے کیونکہ امام کی قرات مقتدی کی ہی قرات ہے۔

ف:۔ امام کی قرات مقتدی کو کافی ہے۔

دلیل نمبر ۵۳:۔ کنز العمال ص ۱۳۲ ج ۴ شعبی سے روایت ہے کہ امام کے پیچھے قرات نہیں کرنی چاہیے۔

ف:۔ کیونکہ امام کی قرات مقتدی کو کافی ہے۔

دلیل نمبر ۵۴:۔ کنز العمال ص ۱۳۲ ج ۴ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کا امام موجود ہو تو امام کی قرات مقتدی کیلئے کافی ہے۔

ف:۔ مقتدی فاتحہ نہ پڑھے۔

دلیل نمبر ۵۵:۔ موطا امام محمد میں ہے اسناد صحیح سے روایت ہے کہ امام کی قرات مقتدی کو کافی ہے۔

ف:۔ مقتدی فاتحہ نہ پڑھے۔

دلیل نمبر ۵۶، ۵۷، ۵۸:۔ یہ روایت مسند امام احمد ابن ماجہ اور بیہقی میں بھی موجود ہے کہ امام کی قرات مقتدی کو کافی ہے۔

ف:۔ مقتدی فاتحہ نہ پڑھے۔

دلیل نمبر ۵۹:۔ طحاوی میں ہے مولا علیؓ سے روایت ہے جو امام کے پیچھے تلاوت کرے وہ دین فطرت پر نہیں۔

دلیل نمبر ۶۰:۔ طحاوی میں سرکار کا فرمان ہے فلا تفعلوا امام کے پیچھے قرات نہ کرو۔

دلیل نمبر ۶۱:۔ دار قطنی میں مولا علیؓ سے مروی ہے ایک شخص نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ میں امام کے پیچھے تلاوت کروں یا خاموش رہوں فرمایا خاموش رہو امام تیرے لئے کافی ہے۔

ف:۔ یعنی امام کی قرات تیرے لئے کافی ہے۔

دلیل نمبر ۶۲:۔ دار قطنی نے حضرت شعبی سے روایت کی حضور نے فرمایا امام کے پیچھے تلاوت

جائز نہیں۔

ف :۔ معلوم ہوا فاتحہ خلف الامام شرعاً ممنوع ہے۔

دلیل نمبر ۶۳ :۔ بیہقی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی سرکار نے فرمایا جس نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے سوا اس نماز کے جو امام کے پیچھے ہو۔

ف :۔ اس حدیث سے فاتحہ خلف الامام پڑھنا ناجائز ثابت ہوا۔

دلیل نمبر ۶۴، ۶۵ :۔ موطا امام محمد اور امام بخاری کے استاد عبد الرزاق کی مصنف میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے جو امام کے پیچھے تلاوت کرے کاش اس کے منہ میں پتھر ہو۔

دلیل نمبر ۶۶ :۔ موطا امام محمد ص ۹۷ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے فرمایا جس شخص نے امام کے پیچھے نماز پڑھی تو امام کی قرات مقتدی کو کافی ہے۔

دلیل نمبر ۶۷ :۔ موطا امام محمد ص ۹۷ حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ جو شخص امام کے پیچھے قرات کرتا ہے اس کے منہ میں آگ ہو۔

دلیل نمبر ۶۸ :۔ موطا امام محمدؒ ص ۹۷ حضرت ثابتؓ سے روایت ہے کہ جس شخص نے امام کے پیچھے قرات کی اس کی نماز ہی نہیں۔

غیر مقلدو! امام کے پیچھے قرات کر کے اپنی نمازیں برباد نہ کرو۔

دلیل نمبر ۶۹ :۔ موطا امام مالک ص ۲۹ حضرت امام مالکؒ حضرت نافع سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمرؓ سے جب بھی سوال کیا جاتا کہ امام کے پیچھے الحمد شریف (فاتحہ) پڑھا جائے یا نہیں حضرت عبد اللہ بن عمر جواب میں ہمیشہ فرماتے جب کوئی تمہارا امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کو امام کی قرات کافی ہے اور جب اکیلا نماز پڑھے تو الحمد پڑھنی چاہیے اور عبد اللہ بن عمر امام کے پیچھے الحمد نہیں پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر ۷۰ :۔ طحاوی شریف ص ۱۲۹ ج ۱ عبد اللہ بن عمرؓ سے جب بھی سوال کیا جاتا کہ امام کی

اقتدا میں قرات کرے یا نہ؟ تو آپ فرماتے جب تم میں سے کوئی ایک امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرات مقتدی کو کافی ہے۔

دلیل نمبر ۷۱:۔ طحاوی شریف ص ۱۲۹ ج ا میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا امام کا قرات کرنا تیرے لئے کافی ہے۔ پھر اصحاب رسول ﷺ کی تمام جماعت نے اجماع کیا ہے امام کے پیچھے قرات نہ کرنے پر۔

ف:۔ معلوم ہوا فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے پر اجماع صحابہ ہے اجماع صحابہ کا منکر اپنا انجام خود سوچ لے۔

دلیل نمبر ۷۲:۔ طحاوی شریف ص ۱۲۹ ج ا: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے قرات کرتا ہے اس کے منہ میں مٹی بھر جائے۔

دلیل نمبر ۷۳، ۷۴:۔ مجمع الزوائید اور طبرانی میں ثقہ راویوں سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا اے فلاں امام کی قتدا میں قرات نہ کر۔

دلیل نمبر ۷۵، ۷۶:۔ دار قطنی ص ۱۲۶ و ص ۱۲۹ مولا علیؓ نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے قرات کرتا ہے وہ فطرت انسانی پر نہیں۔

مغالطہ:۔ غیر مقلد کہتے ہیں کتب احادیث میں ہے کہ نماز میں قرات کرنا رسول پاک اور خلفائے راشدین کی سنت ہے۔

جواب:۔ وہ امام کیلئے قرات ہم بھی ضروری سمجھتے ہیں (۲) جن احادیث کا آپ لوگ حوالہ دیتے ہیں ان میں فاتحہ کے ساتھ ضم سورت یا کچھ اور زیادہ کا ذکر بھی ہے۔ تمہیں ان احادیث کے پیش کرنے کا کیا حق ہے جن پر تمہارا خود عمل نہیں کیونکہ تم فاتحہ پڑھتے ہو اس کے علاوہ قرآن نہیں پڑھتے۔ جو جواب تمہارا وہی ہمارا۔

# مغالطه

غیر مقلدین صحیح مسلم کے حوالہ سے حدیث اقـرابهـا فـی نفسك سے قرات خلف الامام ثابت کرتے ہیں۔

جواب:۔(۱) یہاں قراۃ قلبی مراد ہے لسانی مراد نہیں۔

(۲) فی نفسك کے معنی تنہا کے بھی آتے ہیں حدیث صحیح قدسی میں وارد ہے۔

مـن ذكـر نـی فی نفسه ذكرته فی نفسی جو مجھے تنہا یاد کرتا ہے اس کو میں تنہا یاد کرتا ہوں اس حدیث صحیح قدسی سے غیر مقلدین کے مغالطہ فی نفسك اور نـفسه کا مطلب واضح ہو گیا تنہا فاتحہ پڑھ لیا کرو امام کے پیچھے نہ پڑھا کرو۔ ارشادات رسول میں تضاد نہیں غیر مقلدین کی عقل میں فتور ہے۔

**مـغـالطه**:۔ غیر مقلدین کہتے ہیں کتب احادیث خصوصاً بیہقی میں ہے لاصلوٰة لمن یقرابفاتحه الكتاب خلف الامام۔ یہاں خلف الامام کے واضح الفاظ موجود ہیں۔

جواب:۔فرمان رسول ایک دوسرے کے مخالف نہیں یہاں خلف کا معنی مسبوق بعد میں آکر ملنے والا مراد ہے وہ خلف بمعنی بعد میں یعنی امام کے سلام پھیرنے کے بعد بقیہ رکعتوں میں فاتحہ ضرور پڑھے (خلف کا معنیٰ) بعد میں مستعمل ہونا قرآن سے ثابت ہے قرآن میں ہے۔

فـجـعـلـنـهـا نـكـالا لمابين ايديهما وماخلفها ۔پس ہم نے اس واقعہ کو عبرت بنا دیا ان لوگوں کیلئے جو اس کے سامنے تھے اور ان لوگوں کیلئے جو اس کے بعد آنے والے تھے (ترجمہ مطابق تفسیر ابن جریر طبری ص ۲۶۵ ج ۱ چونکہ اس حدیث کے ظاہری معنی جو غیر مقلدین کرتے ہیں وہ نـص قـرآنی واذاقری القرآن فا ستمعواله وانصتوا کے خلاف ہیں اسلئے حدیث میں خلف کا معنی مسبوق امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی بقیہ رکعتوں میں فاتحہ پڑھے۔

الحمدلله حنفی مذهب احق اور اصح ہے۔

## پانچواں باب

# آمین آہستہ کہنی چاہیے

آیت کریمہ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کے نزول سے پہلے اونچی آواز سے کہنے کا ثبوت ملتا ہے جب یہ حکم آیا ہے اے صحابہ میرے محبوب کی آواز (ولا الضالین) سے تمہاری آواز (آمین) اونچی نہ ہو کہیں تمہارے عمل آواز اونچی کرنے سے برباد نہ ہو جائیں پھر ہمیشہ اخیر تک صحابہ کرام آمین آہستہ کہتے رہے۔

## حکم خداوندی

دلیل نمبر ا۔ ادعوا ربکم تضرعا وخفیه اپنے رب سے دعا مانگو عاجزی سے اور آہستہ۔ آمین بھی دعا ہے ارشاد خداوندی کی تعمیل آمین آہستہ کہنے میں ہے۔

دلیل نمبر ۲:۔ ارشاد خداوندی ہے واذا سالك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان اے محبوب جب لوگ آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو میں قریب ہوں مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔

ف:۔ چیخ کر دعا اس سے مانگی جاتی ہے جو دور ہو رب تو ہماری رگ جان سے بھی قریب ہے پھر آمین چیخ کر کہنا عبث بلکہ تعلیم قرآنی کے خلاف ہے اسلئے کہ آمین دعا ہے۔

دلیل نمبر ۳ تا ۱۰:۔ بخاری ۳، مسلم ۴، مسند امام احمد ۵، موطا امام مالک ۶، ابوداود ۷، ترمذی ۸، نسائی ۹، ابن ماجہ ۱۰، نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

ف۔ ظاہر ہے فرشتے آمین آہستہ کہتے ہیں ہم نہیں سنتے لہذا ہماری آمین فرشتوں کی آمین کی طرح آہستہ ہونی چاہیے۔ جو فرشتوں کی مخالفت کر کے اونچی آواز سے آمین کہتے ہیں ان کے گناہوں

کی معافی نہیں ہوتی۔

دلیل نمبر ۱۱ تا ۱۵:۔ بخاری ۱۱، شافعی ۱۲، مالک ۱۳، ابوداود ۱۴، نسائی ۱۵، نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام کہے غیر المغضوب علیھم والا الضالین تو تم کہو آمین کیونکہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کے مطابق (آہستہ) ہوگا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اس حدیث سے دو مسئلے واضح ہوئے۔

نمبر ا:۔ مقتدی فاتحہ نہ پڑھے صرف آمین کہے دوسرے یہ کہ آمین آہستہ ہونی چاہیے کیونکہ فرشتوں کی آمین آہستہ ہی ہوتی ہے جو ہم نہیں سنتے۔

دلیل نمبر ۱۶ تا ۲۱:۔ امام احمد ۱۶، ابو داود طیالسی ۱۷، ابو یعلی موصلی ۱۸، طبرانی ۱۹، دارقطنی ۲۰، اور حاکم مستدرک ۲۱ میں حضرت وائل بن حجر سے اسناد صحیح سے روایت کی حضرت وائل بن حجرؓ نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی جب حضور ﷺ نے **ولا الضالین** پڑھی تو آہستہ آواز میں آمین کہی۔

ف:۔ معلوم ہوا آمین آہستہ کہنا سنت رسول ہے بلند آواز سے چیخ کر آمین کہنا خلاف سنت ہے۔

دلیل نمبر ۲۲ تا ۲۴:۔ ابو داؤد ترمذی، ابن ابی شیبہ نے حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت کی فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو سنا کہ آپ نے پڑھا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین تو فرمایا آمین اور آواز مبارک آہستہ رکھی۔ **خنص به صوته**

دلیل نمبر ۲۵، ۲۶:۔ طبرانی نے تہذیب الآثار میں اور طحاوی نے حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت کی حضرت عمر و علیؓ نہ تو بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھتے تھے نہ آمین۔

ف:۔ معلوم ہوا آمین آہستہ کہنا سنت صحابہ ہے۔

دلیل نمبر ۲۷:۔ عینی شرح ہدایہ نے حضرت ابو معمرؓ سے روایت کی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا امام چار چیزیں آہستہ کہے اعوذ باللہ، بسم اللہ، آمین اور ربنا لک الحمد۔

دلیل نمبر ۲۸:۔ بیہقی نے حضرت ابو وائل سے روایت کی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا امام چار چیزیں آہستہ کہے۔ بسم اللہ، ربنا لک الحمد، اعوذ باللہ اور آمین۔

دلیل نمبر ۲۹:۔ امام اعظم نے حضرت حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ امام چار چیزیں آہستہ کہے۔ **اعوذ، بسم اللہ، سبحنك اللهم** اور آمین۔ یہ حدیث امام محمدؒ نے کتاب آلا ثار میں اور (امام بخاری کے استاد) محدث عبدالرزاقؒ نے اپنی مصنف میں بیان کی۔

مغالطہ:۔ آمین دعا نہیں ہے۔

جواب:۔ دعا صرف موسےؑ نے مانگی تھی ہارونؑ نے آمین کہی تھی ارشاد خداوندی ہے **قد اجیبت دعوتکما** بے شک تم دونوں کی دعا رب نے قبول فرمائی۔ معلوم ہوا آمین دعا ہے اور دعا آہستہ مانگنی چاہیے۔

**مغالطہ**:۔ ترمذی کی حدیث میں **مدبھا صوتھا** ہے

جواب:۔ یہاں مد کا معنی چیخ کر آمین کہنا نہیں بلکہ مد دے کر آمین کہا۔ الف اور میم آہستہ آواز میں خوب کھینچ کر پڑھی خفا کا مقابل جہر ہے نہ کہ مد۔ خوب سمجھو۔

**مغالطہ**:۔ ابوداود کی حدیث میں رفع کا ذکر ہے۔

جواب:۔ یہ نماز کے علاوہ ہے۔ رفع مد کے ہم معنی ہے۔ چیخنا مراد نہیں نیز آمین بالجہر والی حدیثیں منسوخ ہیں۔ ابن ماجہ میں مسجد گونجنے والی حدیث کے ساتھ ہی ہے کہ لوگوں نے بلند آواز سے آمین کہنا چھوڑ دی حکم منسوخ ہو گیا۔ ابوداود میں ہے حضور آمین ایسی آہستہ کہتے تھے کہ صرف قریب والا سن سکتا تھا۔ گونج والی روایت منسوخ ہے حکم خداوندی ہے نبی کی آواز پر آواز بلند نہ کرو۔

# چھٹا باب

# رفع یدین

تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین عام نمازوں میں منع ہے۔

دلیل نمبر ۱، ۲، ۳، ۴:۔ ترمذی، ابوداود، نسائی، ابن ابی شیبہ نے حضرت علقمہ سے روایت کی ایک دفعہ ہم سے حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ میں تمہارے سامنے حضور کی نماز نہ پڑھ کے دکھاؤں آپ نے نماز پڑھی اس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے کبھی ہاتھ نہ اٹھائے۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ ابن مسعود کی حدیث حسن ہے **رفع یدین** نہ کرنے پر بہت سے علما صحابہ و تابعین کا عمل ہے۔

ف:۔ اگر رفع یدین کرنا سنت ہوتا تو صحابہ عبداللہ بن مسعود پر ضرور اعتراض کرتے کیونکہ صحابہ نے حضور ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تھا معلوم ہوا رفع یدین نہ کرنے پر اجماع صحابہ ہے۔

دلیل نمبر ۵:۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت براء بن عازب سے روایت کی حضور ﷺ جب نماز شروع فرماتے تھے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے پھر نماز سے فارغ ہونے تک رفع یدین نہ کرتے تھے۔

دلیل نمبر ۶:۔ ابوداود نے حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کی میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نے نماز شروع کی تو دونوں ہاتھ اٹھائے پھر نماز سے فارغ ہونے تک ہاتھ نہ اٹھائے۔

دلیل نمبر ۷:۔ طحاوی نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کبھی ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

دلیل نمبر ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴:۔

حاکم ۸، بیہقی ۹، بزاز ۱۰، ابن ابی شیبہ ۱۱، طبرانی ۱۲، بخاری ۱۳، ادب المفرد نیز بیہقی ۱۴ میں دوسرے مقام پر ہے عبداللہ بن عمر سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ سات جگہ ہاتھ

اٹھائے جائیں نماز شروع کرتے وقت کعبہ شریف کے سامنے منہ کرتے وقت صفا و مروہ پہاڑیوں پر، دو موقف منا و مزدلفہ میں اور جمرات کے سامنے۔ اس حدیث میں رکوع کا ذکر نہیں۔ معلوم ہوا رکوع کے وقت رفع یدین نہیں کرنا چاہیے۔

دلیل نمبر ۱۵:۔ طحاوی نے حضرت مغیرہؓ سے روایت کی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضور کو پچاس دفعہ رفع یدین نہ کرتے دیکھا۔

ف:۔ اس میں زیادہ کی نفی نہیں۔ پچاس کا لفظ کثرت تعداد کے لحاظ سے ہے۔ یہ نماز میں حضور کے قریب کھڑے ہونے والے صحابی عبداللہ بن مسعود کا مشاہدہ ہے۔

دلیل نمبر ۱۶، ۱۷:۔ طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے نماز میں پہلی تکبیر کے سوا کسی وقت ہاتھ نہ اٹھائے۔

دلیل نمبر ۱۸:۔ عینی شرح بخاری میں عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو کیونکہ رفع یدین وہ کام ہے جو حضور ﷺ نے پہلے کیا تھا پھر چھوڑ دیا حضور نے حکم خداوندی سے رفع یدین ترک کیا۔

دلیل نمبر ۱۹:۔ ارشاد خداوندی ہے **الذین ھم فی صلاتھم خاشعون خشوع کا معنیٰ سید المفسرین** حضور کے چچازاد بھائی عبداللہ بن عباس نے تفسیر ابن عباس میں لکھا مومن وہی فلاح پا گئے جو نماز میں رفع یدین نہیں کرتے خشوع عدم رفع یدین ہے۔

دلیل نمبر ۲۰، ۲۱:۔ بیہقی و طحاوی نے حضرت علیؓ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نماز کی پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کسی حالت میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

دلیل نمبر ۲۲:۔ طحاوی نے حضرت اسودؓ سے روایت کی میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو دیکھا کہ آپ نے پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے پھر نہ اٹھائے۔ امام طحاویؒ نے فرمایا؟ حدیث صحیح ہے۔

دلیل نمبر ۲۳:۔ ابوداود نے حضرت سفیانؒ سے روایت کی حضرت عبداللہ بن مسعود نے نماز م
پہلی مرتبہ ہی ہاتھ اٹھائے بعض راویوں نے فرمایا ایک ہی دفعہ ہاتھ اٹھائے۔

دلیل نمبر ۲۴:۔ دارقطنی نے حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کی کہ انہوں نے حضور ﷺ
دیکھا جب آپ نے نماز شروع کی تو ہاتھ اتنے اٹھائے کہ کانوں کے مقابل کر دیئے پھر نماز
فارغ ہونے تک کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھائے۔

دلیل نمبر ۲۵:۔ امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں حضرت امام ابوحنیفہؒ **عن حماد عن ابراهیم**
نخعی سے اس طرح روایت کی آپ نے فرمایا کہ پہلی مرتبہ کے سوا نماز میں کبھی ہاتھ نہ اٹھاؤ۔

دلیل نمبر ۲۶:۔ ابوداود نے براء بن عازب سے روایت کی بے شک حضور ﷺ جب نماز شروع
کرتے تھے تو کانوں کے قریب تک ہاتھ اٹھاتے تھے۔ **ثم لایعود**۔ پھر نہیں اٹھاتے تھے۔

دلیل نمبر ۲۷ تا ۳۳:۔ بخاری شریف ۲۷ص ۱۰۵ ج ۱، بخاری ۲۸ ص ۱۰۹ ج ۱، ترمذی ۲۹
ص ۴۰ ج ۱، ابو داود ۳۰ ص ۱۳۱ ج ۱، احکام الاحکام ۳۱ ص ۷۳، نسائی ۳۲ ص ج ۱۔ ابن ماجہ
۳۳ص ۷۵ میں حضور ﷺ نے ایک شخص کو نماز کا طریقہ سکھایا جس میں رکوع کے ساتھ رفع یدین
کا ذکر نہیں۔

دلیل نمبر ۳۴ تا ۳۶:۔ نسائی ۳۴ص ۱۶۲ ج ۱، ابوداود ۳۵ص ۱۴۷ ج ا نسائی ۳۶ ص ۱۳۲ ج ۱ میں
بھی حضور نے نماز پڑھنے کا طریقہ بغیر رفع یدین کے سکھایا۔ د

دلیل نمبر ۳۷:۔ مسلم شریف ص ۱۷ ج ۱ میں بھی بذات خود حضور ﷺ نے نماز کا طریقہ بغیر رفع
یدین کے سکھایا۔

دلیل نمبر ۳۸ تا ۴۰:۔ نسائی ص ۱۵۸ ج ۱، مسلم شریف ۳۹ص ۱۶۹ ج ۱، ترمذی ۴۰ص ۲۸ ج ۱
میں حضور ﷺ کی نماز میں نہ رفع **یدین عندالرکوع والسجود** نہ ہی جلسہ استراحت ثابت
ہے۔

دلیل نمبر۴۱:۔ طحاوی ص ۱۳۳ ج ۱ حضور پہلی دفعہ ہاتھ اٹھاتے ثم لا یعود پھر نہ اٹھاتے۔

دلیل نمبر۴۲:۔ کنز العمال ص ۱۰۲ ج ۴ حضور کی نماز میں بغیر تکبیر افتتاح رفع یدین نہیں حضور جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر نماز کے اختتام تک رفع یدین نہ کرتے۔

دلیل نمبر۴۴،۴۳: کنز العمال ص ۲۰۳ ج ۲، ابو داؤد ص ۱۱۶ ج ۱ عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کیا میں تمہیں حضور کی نماز کی طرح نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ تو سوائے ایک دفعہ اخیر تک رفع یدین نہیں کیا۔

دلیل نمبر۴۵:۔ ابو داود ص ۱۱۶ ج ۱ میں بھی تکبیر تحریمہ کے سوا حضور سے رفع یدین ثابت نہیں۔

دلیل نمبر۴۶:۔ نسائی ص ۱۵۸ ج ۱۔ عبد اللہ ابن مسعودؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نماز پڑھی تکبیر تحریمہ کے سوا کہیں رفع یدین نہیں کیا۔

دلیل نمبر۴۷:۔ یہی حدیث ترمذی ص ۳۵ ج ۱ میں بھی ہے۔

دلیل نمبر۴۸ تا ۵۶:۔ ابن ابی شیبہ میں سات مقامات پر عدم رفع یدین کا ثبوت ہے۔

دلیل نمبر۵۶،۵۵:۔ مسند امام احمد میں دو مقامات پر رفع یدین نہ کرنے کا ثبوت ہے۔

دلیل نمبر۵۷:۔ ابو داود ص ۱۱۴ ج ۱ میں تمام مقتدمین کی نماز بغیر رفع یدین عند الرکوع والسجود ثابت ہے۔

دلیل نمبر۵۸:۔ مسلم شریف ص ۱۸۱ ج ۱۔ جابر بن سمرہ سے روایت ہے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نکلے تو آپ نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم رفع یدین کرتے ہو جیسا کہ گھوڑے اپنی دُمیں بار بار ہلاتے ہیں نماز میں سکون کرو۔

**مغالطہ:۔**

یہ سلام کرنے کا واقعہ ہے۔

جواب:۔ آپ نے غلط سمجھا حدیثیں دو ہیں واقعات بھی دو ہیں گو راوی ایک ہے۔ ایک راوی

اگر دو واقعات کی دو حدیثیں بیان کردے تو وہ دو حدیثیں اور دو واقعات ایک نہیں ہو جاتے۔
تمہیں صرف تشبیہ میں مغالطہ ہوا ہے ورنہ اگر آپ شروع حدیث سے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو
جائے گا واقعات دو ہیں جو راقم نے حدیث سابق بیان کی ہے واقعہ حدیث جابر بن سمرہ کا ہے وہ
شروع فرماتے ہیں۔ **فخرج علینا رسول اللہ** ﷺ اور دوسری حدیث جس کو تم ملانا
چاہتے ہو اس حدیث کی ابتدا ہوتی ہے۔ **انا اذاصلینا مع رسول اللہ** ﷺ اور تیسرا
واقعہ بھی دوسری حدیث کے ساتھ ہی ہے **صلیت مع رسول اللہ** ﷺ۔

نمبر۱:۔ پہلی حدیث میں جماعت کا ذکر نہیں دوسری دو حدیثوں میں حضور ﷺ کے ساتھ با
جماعت نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔

نمبر۲:۔ پہلی حدیث میں صاف رفع یدین کا ذکر ہے جس سے حضور ﷺ نے روکا دوسری دو
حدیثوں میں اشارہ کرنے کا ذکر ہے۔

نمبر۳:۔ آخر میں ارشاد فرمایا نماز میں سکون اختیار کرو۔ السلام علیکم کے وقت ہاتھ کا اشارہ
کرنے سے **اسکنوا فی الصلوٰۃ** فرمان مصطفٰے صادق نہیں آتا کیونکہ وہ **فی الصلاۃ** کا
مصداق نہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ رفع یدین رکوع سجود میں منع ہے۔

مغالطہ:۔ تم وتروں میں کیوں ہاتھ اٹھاتے ہو

جواب:۔ وہ صرف ایک مرتبہ ہے یہاں بار بار ہاتھ اٹھانے کی ممانعت ہے غیر مقلدین کی پیش
کردہ احادیث ممانعت سے پہلے کی ہیں ہمیں مضر نہیں (عینی شرح بخاری)۔

عام مغالطہ:۔

غیر مقلد وہابی کہتے ہیں امام ابو حنیفہؒ نے خود فرمایا ہے جب کوئی حدیث ثابت ہو جائے تو وہی میرا
مذہب ہے چونکہ رفع یدین قرات خلف الامام وغیرہ کے متعلق ہم کو ثابت ہو گیا کہ ابو حنیفہ کا قول
حدیثوں کے خلاف ہے اسلئے ہم نے ان کا قول دیوار سے مار دیا اور حدیث رسول پر عمل کیا خود

تحقیق کر کے حدیث پر عمل کرنا یہ ہی حنفیت ہے (عام وہابی)

جواب:۔ جناب حضرت امام نے آپ جیسے جاہلوں کو کھلی اجازت نہیں دی امام اعظمؒ کے فرمان ذیشان **اذاثبت حدیث فھو مذھبی** کا مطلب یہ ہے جب حدیث ثابت ہو گئی وہ میرا مذہب ہوئی ہے۔

یعنی اے مسلمانو! ہم نے ہر مسئلہ پر حدیث رسول ﷺ تلاش کی اور اس کے ہر پہلو پر ہر طرح غور وخوض اور بحث وتحیص کی۔ اسنادو متن پر خوب جرح وقدح کی جب حدیث ہر طرح سے ثابت ہوئی تو اسے اپنا مذہب بنایا گیا۔ یہ مذہب بہت پختہ اور تحقیقی ہے۔ لہذا تم خود حدیثوں کے سمندر میں نہ کودنا ورنہ ایمان کھو بیٹھو گے۔ ہمارے نکالے ہوئے موتی استعمال کرنا۔ سمندر سے موتی نکالنا ہر ایک کا کام نہیں صرف غواص (غوطہ لگانے والے) کا کام ہے۔ اگر پنساری کی دکان کی دوائیں بیمار اپنی رائے سے استعمال کرے گا تو ہلاک ہو جائے گا۔ حکیم کی تجویز سے دوا استعمال کرو، قرآن وحدیث روحانی دواؤں کا دواخانہ ہے۔ امام اعظم طبیب اعظم ہیں قرآن وحدیث کی دوائیں ہوں، امام محقق برحق مجتہد کی تجویز ہو دیکھو فائدہ ہوتا ہے یا نہیں۔ فرمان امام اعظم کا یہ مطلب نہیں کہ میں نے شریعت کے سارے قوانین ومسائل بغیر سوچے سمجھے بیان کر دیئے ہیں۔

اے ناسمجھ نادانو! تم حدیثوں کے غلط سلط ترجمے نہ کرتے جانا اور مذہب میں فتنے نہ پھیلاتے جانا جب ایک قابل طبیب بغیر تحقیق اور بغیر سوچے سمجھے ایک مریض کیلئے نسخہ نہیں لکھتا تو امام ابو حنیفہ جیسے حکیم ملت سراج امت نے آنکھیں بند کر کے قرآن واحادیث دیکھے بغیر روحانی نسخے قیامت تک کے مسلمانوں کیلئے کیسے لکھ دیئے۔ رب تعالےٰ سمجھ دے۔

مغالطہ:۔ وہابی کہتے ہیں کہ تم حنفی عیدین اور وتروں میں رفع یدین کیوں کرتے ہو۔

جواب:۔ یہ رفع یدین رکوع میں نہیں ہوتا قیام میں ہوتا ہے بحث رکوع والے رفع یدین میں ہے جو سرکار نے منسوخ فرما دیا۔

## ساتواں باب

# وتر تین رکعت پڑھنا واجب ہے

حدیث نمبر۱،۲،۳:۔ ابوداود، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ایوب سے روایت کی۔ حضرت اقدس ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر وتر پڑھنا حق یعنی لازم و واجب ہے۔

حدیث نمبر۴:۔ بزاز نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی حضور ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر وتر واجب ہیں۔

حدیث نمبر۵،۶:۔ حاکم اور ابوداود نے حضرت بریدہؓ سے روایت کی انہوں نے فرمایا میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وتر حق (یعنی لازم ضروری واجب) ہیں جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

حدیث نمبر۷:۔ عبداللہ بن احمد نے عبدالرحمٰن بن رافع تنوخی سے روایت کی کہ حضرت معاذ بن جبل جب شام میں تشریف لائے تو شام کے لوگوں کو وتر پڑھنے میں سستی کرتے پایا تو آپ نے امیر معاویہؓ سے اسکی شکایت کی کہ شامی لوگ وتر پڑھنے میں کیوں سستی کرتے ہیں تو امیر معاویہؓ نے پوچھا کہ کیا مسلمانوں پر وتر واجب ہیں؟ معاذ بن جبل نے فرمایا ہاں وتر واجب ہیں میں نے حضور پرنور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے میرے رب نے ایک نماز اور دی ہے جو وتر ہے عشاء اور طلوع فجر کے درمیان۔

حدیث نمبر۸:۔ ترمذی نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو وتر چھوڑ کر سو جائے وہ صبح کے وقت اس کی قضا پڑھے۔

ف:۔ نفل کی قضا نہیں ہوتی۔

حدیث نمبر۹ تا ۱۴:۔ ابوداود، نسائی ابن ماجہ احمد، ابن حبان۔ حاکم نے مستدرک میں حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت کی حاکم نے اسے صحیح کہا حضور ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر وتر پڑھنا حق (لازم) واجب ہے۔

# وتر تین رکعت ھیں

**حدیث نمبر ا تا ۴**:۔ نسائی، طحاوی، طبرانی، حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا۔ سیدہ صدیقہ فرماتی ہیں وہ حضور پرنور ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے نہ سلام پھیرتے تھے مگر آخر میں۔

**حدیث نمبر ۵، ۶**:۔ دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کی حضور ﷺ نے فرمایا رات کے وتر تین رکعت ہیں جیسے دن کے وتر نماز مغرب۔

**حدیث نمبر ۷**:۔ طحاوی شریف میں ابن عباس سے مروی ہے بے شک حضور ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

**حدیث نمبر ۸**:۔ نسائی شریف۔ ابن عباس فرماتے ہیں ایک شب میں حضور ﷺ کے ہاں تھا آپ نے تین رکعات وتر پڑھے۔

**حدیث نمبر ۹ تا ۱۳**:۔ ترمذی، نسائی، دارمی ابن ماجہ ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی فرماتے ہیں حضور ﷺ وتروں کی پہلی رکعات میں **سبح اسم الاعلیٰ** دوسری رکعت میں قل یاایھا الکفرون اور تیسری رکعت میں قل ھواللہ احد پڑھا کرتے تھے۔

ف:۔ معلوم ہوا وتر کی تین رکعتیں ہیں۔

**حدیث نمبر ۱۳ تا ۱۸**:۔ ترمذی، ابوداود ابن ماجہ، نسائی، مسند امام احمد میں ہے سیدہ صدیقہ سے پوچھا گیا حضور وتر میں کیا پڑھتے تھے آپ نے فرمایا پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلےٰ دوسری رکعت میں قل یاایھا الکفرون تیسری میں **قل ھو اللہ احد و معوذتین**۔

**حدیث نمبر ۱۹**:۔ نسائی نے حضرت ابی ابن کعب سے روایت کی بے شک حضور ﷺ وتر کی تین رکعتوں کے اخیر پر سلام پھیرتے تھے۔

**حدیث نمبر ۲۰**:۔ ابن ابی شیبہ نے امام حسنؓ سے روایت کی اس مسئلہ پر تمام مسلمانوں

کا اجماع و اتفاق ہے کہ وتر کی تین رکعتیں ایک سلام کے ساتھ ہیں۔ سلام نہ پھیرے مگر تینوں رکعتوں کے آخر میں۔

حدیث نمبر۲۱:۔ طحاوی نے حضرت ابوخالد سے روایت کی میں نے حضرت ابوالعالیہ سے وتر کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا ہم سب صحابہ رسول ﷺ تو یہ ہی جانتے ہیں کہ وتر نماز مغرب کی طرح (ایک سلام کے ساتھ تین رکعات) ہیں یہ رات کے وتر ہیں اور مغرب دن کے وتر۔

ف:۔ رات کے وتر واجب اور دن کے وتر فرض ہیں۔

## مغالطہ:۔

ابن ماجہ میں ہے کان رسول اللہ یو تر بواحدہ۔۔۔۔

جواب:۔ ابن ماجہ کی حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے وہ حضور ﷺ نے نماز تہجد وتر یعنی طاق بنایا ایک رکعت کے ذریعہ سے اس طرح کہ دو رکعتوں کے ساتھ ایک رکعت ملائی جس سے نماز تہجد کا عدد جفت سے طاق ہوگیا۔ مثلاً آٹھ ۸ رکعت تہجد ادا فرمائی یہ عدد جفت تھا پھر تین رکعت وتر پڑھی تو وتر کی تیسری رکعت وتر پڑھی تو وتر کی تیسری رکعت کے سبب کل رکعات گیارہ ہوگئیں۔

## مغالطہ:۔

مسلم شریف میں ہے صلی رکعۃ واحدۃ تو ء ترلہ ما قد صلی۔۔۔

جواب:۔ اس حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جب صبح کا خوف ہو تو دو کے ساتھ ایک رکعت ملا کر پڑھ لے جس کا ذکر ہو رہا ہے اس صورت میں احادیث میں تعارض نہ رہا اور دونوں قسم کی حدیثوں پر عمل ہوگیا۔

## اعتراض

مسلم شریف میں ہے الوتر رکعۃ

جواب

اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے وتر ایک رکعت ہے دو کے ساتھ یا تہجد کی نماز کو طاق (وتر) بنانے والی ایک رکعت ہے کہ یہ دو سے مل کر ساری نماز کو طاق بنا دیتی ہے کہ نمازی نے آٹھ رکعت تہجد پڑھی پھر جب وتروں کی نیت باندھی جب تک دو رکعتیں پڑھیں تو نماز جفت رہی۔ جب ان دو رکعتوں سے ایک رکعت اور ملا دی تو طاق یعنی گیارہ رکعتیں ہوگئیں۔

## مغالطہ

ابوداود، نسائی میں ہے سرکار نے فرمایا اللہ وتر ہے وتر کو پسند کرتا ہے۔

جواب:۔ حضور ﷺ نے رب تعالےٰ کی وتریت یعنی طاق بے جوڑ ہونے میں مثال دی نہ کہ ایک ہونے میں۔ تین بھی وتر ہے ایک بھی وتر اگر ایسی بات ہے۔ تو مغرب کی نماز ایک رکعت پڑھو۔ اگر مغرب کی نماز تین رکعت ثابت ہیں تو وتر کی تین رکعت کا ثبوت بھی ہم دے چکے ہیں۔

## مغالطہ

امیر معاویہ وتر کی ایک رکعت پڑھتے تھے (بخاری)

جواب:۔ یہ تو احناف کی قوی دلیل ہے کہ وتر تین رکعت ہیں کیونکہ جب امیر معاویہؓ نے ایک رکعت وتر پڑھی تو سیدنا ابن عباسؓ کے غلام کو حیرت ہوئی جس کی شکایت حضرت ابن عباسؓ سے کی حیرت و تعجب اس کام پر ہوتا ہے جو نرالا اور عجیب ہو۔ اس سے تو یہ ثابت ہوا کوئی صحابی ایک وتر نہ پڑھتے تھے۔ بخاری کی دوسری روایت میں ہے ابن عباسؓ نے فرمایا معاویہؓ پر اعتراض نہ کرو وہ فقیہ بمعنی مجتہد ہیں مجتہد کی اجتہادی غلطی معاف ہے سیدنا امیر معاویہؓ کے بارے میں اہلسنت کا فیصلہ ہے کہ مجتہد مخطی مغفور ہیں۔

# آٹھواں باب

# قنوت نازلہ

قنوت نازلہ کے معنی ہیں آفت و مصیبت کے وقت کی دعا۔ حضور ﷺ نے ایک بار

ایک خاص مصیبت پر چندروز دعائے قنوت نازلہ فجر کی رکعت دوم میں بعد رکوع پڑھی پھر آیت قرآنی نے یہ دعا منسوخ فرمادی۔ اس کے بعد ہی ﷺ نے پھر کبھی نہ پڑھی۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

حدیث نمبر ۱،۲:۔ بخاری و مسلم نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت عاصم احول کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) حضور ﷺ نے قنوت نازلہ صرف ایک ماہ پڑھی آپ نے معتبر صحابہ کو جو قاری تھے ایک جگہ تبلیغ کیلئے بھیجا وہ شہید کردیئے گئے تو حضور نے ایک ماہ تک رکوع کے بعد ان کفار پر دعائے ضرر فرماتے ہوئے قنوت نازلہ پڑھی۔

ف:۔ معلوم ہوا حضور ﷺ کا یہ فعل ہمیشہ نہ تھا۔

حدیث نمبر ۳:۔ طحاوی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی (ترجمہ) حضور پُر نور ﷺ نے صرف اک ماہ قنوت نازلہ پڑھی قبیلہ رعل دزکوان پر دعائے ضرر فرمائی جب حضور ان پر غالب آگئے تو چھوڑ دی۔

حدیث نمبر ۴ تا ۷:۔ ابویعلی موصلی، ابوبکر بزاز طبرانی نے کبیر میں بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی حضور انور ﷺ نے صرف ایک ماہ قنوت نازلہ پڑھی جس میں قبیلہ عصیہ وذکوان پر دعائے ضرر فرمائی جب ان پر غالب آگئے تو چھوڑ دی۔ بزاز نے اپنی روایت میں فرمایا کہ حضور ﷺ نے صرف ایک ماہ قنوت نازلہ پڑھی اس سے پہلے یا اس کے بعد کبھی نہ پڑھی۔

حدیث نمبر ۸،۹:۔ ابوداود، نسائی نے حضرت انسؓ سے روایت کی (ترجمہ) یقیناً حضور ﷺ نے صرف ایک ماہ قنوت نازلہ پڑھی پھر چھوڑ دی۔

حدیث نمبر ۱۰ تا ۱۲:۔ ترمذی نسائی ابن ماجہ نے حضرت ابو مالک اشجعی سے روایت کی۔ (ترجمہ) فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ ابا جان آپ نے حضور ﷺ اور ابوبکر، عمر، عثمانؓ و علیؓ کو پیچھے کوفہ میں تقریباً پانچ سال نماز پڑھی کیا یہ حضرات قنوت نازلہ پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا کہ اے بچے یہ بدعت ہے۔

ف:۔ یعنی ہمیشہ قنوت نازلہ پڑھنا بالکل سنت کے خلاف اور بدعت ضلالہ ہے۔

حدیث نمبر ۱۳،۱۴:۔ مسلم بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک دراز حدیث نقل کی جس میں آخری الفاظ یہ ہیں (ترجمہ) حضور ﷺ اپنی بعض نمازوں میں فرمایا کرتے تھے کہ خدایا فلاں فلاں (عرب کے بعض قبیلوں) پر لعنت کر یہاں تک کہ یہ آیت اتری لیس لک من الامر شئی۔ معلوم ہوا فجر کی نماز میں قنوت نازلہ آیت قرانی سے منسوخ ہوگئی۔۔

حدیث نمبر ۱۵:۔ حافظ طلحہ ابن محمد محدث نے اپنی مسند میں امام اعظم کی اسناد سے روایت کی (ترجمہ) حضور ﷺ نے نماز فجر میں قنوت نازلہ کبھی نہ پڑھی سوا ایک مہینہ کے کیونکہ حضور نے مشرکین سے جنگ کی تھی تب ان پر صرف ایک ماہ دعائے ضرر فرمائی۔

حدیث نمبر ۱۶،۱۷:۔ حافظ ابن خسرو نے اپنی مسند میں اور قاضی عمر بن حسن اشنانی نے حضرت امام ابوحنیفہؒ سے انہوں نے حماد سے انہوں سے ابراہیم نخعی سے روایت کی نہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے نہ حضرت عثمان و علیؓ نے قنوت نازلہ پڑھی۔

حدیث نمبر ۱۸:۔ ابو محمد بخاری نے امام اعظمؒ سے انہوں نے عطیہ عونی سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کی انہوں نے حضور ﷺ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے چالیس دن کے سوا قنوت نازلہ نہ پڑھی ان چالیس دنوں میں آپ نے عصیہ وذکوان پر دعائے ضرر فرمائی پھر وصال مبارک تک کبھی نہ پڑھی۔

## مغالطہ

یہ روایتیں ضعیف ہیں۔

جواب:۔ چونکہ امام اعظمؒ کا زمانہ خیر القرون میں سے ہے لہذا اجتہاد امام میں ضعف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ضعف وتدلیس وغیرہ کی بیماریاں بعد میں لگیں۔

### مغالطہ

ابن ماجہ میں ہے حضور ﷺ نے رکوع کے بعد قنوت پڑھی اور ایک روایت میں ہے کہ رکوع سے پہلے بھی قنوت پڑھی اور بعد بھی۔

جواب:۔ حضور ﷺ نے قنوت نازلہ ایک ماہ یا کچھ دن زیادہ پڑھی پھر ہمیشہ کے لئے چھوڑ دی۔ یہ ترک کرنے سے پہلے کا واقعہ ہے لہذا یہ حدیث منسوخ ہے۔

### مغالطہ:۔

طحاوی حنفیوں کی کتاب سے قنوت نازلہ ثابت ہے،

جواب:۔

اسی صفحہ پر طحاوی میں الفاظ ہیں حضور فجر میں قنوت نازلہ پڑھتے تھے پس یہ آیت اتری **لیس لك من الامر شئی** اس کے بعد حضور ﷺ نے کبھی کسی پر نماز میں دعائے ضرر نہ فرمائی۔ بعض صحابہ بحالت جنگ قنوت نازلہ پڑھتے تھے۔ اہلحدیث کس سے جنگ کر رہے ہیں۔ ان کے اسمٰعیل قتیل کی جنگیں مسلمانوں سے ہوئیں۔

## وتروں میں دعائے قنوت ہمیشہ پڑھنا

غیر مقلدین وتروں میں ہمیشہ دعائے قنوت پڑھنے کو منع کرتے ہیں۔ صرف رمضان المبارک کی آخری پندرہ راتوں میں پڑھتے ہیں حالانکہ پورا سال ہمیشہ دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں۔

**حدیث نمبر ۱،۲:۔** امام محمد نے کتاب الآثار میں اور حافظ ابن خسرو محدث نے امام اعظمؒ سے انہوں نے حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صحابی رسول ﷺ سے روایت کی کہ حضور ﷺ وتروں میں تمام سال رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

**حدیث نمبر ۳،۴**:۔ دار قطنی اور بیہقی نے حضرت سوید بن غفلہ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ اور مولا علی المرتضےٰؓ سے سنا کہ وہ سب حضرات فرماتے تھے کہ حضور ﷺ وتر کی آخری رکعت میں دعائے قنوت ہمیشہ پڑھتے تھے اور تمام صحابہ کرام ایسا ہی کرتے تھے۔

**حدیث نمبر ۵ تا ۸**:۔ ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰؓ سے روایت کی یقیناً ہمیشہ حضور ﷺ وتروں کی آخری رکعت میں دعا پڑھتے تھے۔ اہلحدیث ابوداود کی جس حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں اس میں ۲۰ رکعت نماز تراویح کا ثبوت ہے آدھا حصہ مانتے ہیں آدھا نہیں مانتے اس حدیث میں دعائے قنوت کا ذکر نہیں لہذا دلیل غلط ہے نیز اس حدیث میں بیس راتوں کا ذکر ہے۔ یہ ۱۵ راتیں پڑھتے ہیں یہ حدیث تو ان کے بھی خلاف ہے۔ جو جواب ان کا وہی ہمارا۔

## نواں باب

# التحیات میں بیٹھنے کی کفیت

مرد کیلئے سنت یہ ہے کہ دونوں التحیات میں داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے عورت دونوں پر بیٹھے غیر مقلدین وہابی پہلے التحیات میں تو مردوں کی طرح بیٹھتے ہیں مگر دوسرے التحیات میں عورتوں کی طرح۔ یہ سنت کے خلاف ہے اور بہت برا۔ اب ہمارے دلائل ملاحظہ ہوں۔

**حدیث نمبر ۱**:۔ مسلم شریف نے عائشہ صدیقہ سے روایت کی آپ ہمیشہ اپنا بایاں پاؤں شریف بچھاتے تھے اور داہنا پاؤں کھڑا فرماتے تھے۔

**حدیث نمبر ۲،۳**:۔ بخاری ونسائی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی سنت یہ ہے کہ تو اپنا

داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بایاں پاؤں بچھائے نسائی میں یہ زاید ہے کہ داہنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف کرے۔

حدیث نمبر۴ تا ۷:۔ بخاری، مالک ابوداؤد، نسائی نے سیدنا عبداللہ بن عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت کی کہ وہ اپنے والد عبداللہ ابن عمر کو دیکھتے تھے کہ آپ نماز میں چارزانو بیٹھتے تھے فرماتے ہیں کہا ایک دن میں بھی ایسے ہی بیٹھا تو اس وقت میں نوعمر تھا تو مجھے حضرت عبداللہ نے اس سے منع فرمایا اور فرمایا کہ نماز کی سنت یہ ہے کہ تم داہنا پاؤں کھڑا کرو اور بایاں پاؤں بچھاؤ میں نے کہا کہ آپ تو یہ کرتے ہیں یعنی چہار زانو بیٹھتے ہیں تو فرمایا کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا سکتے (یعنی میں معذور ہوں)۔

حدیث نمبر۸،۹:۔ ترمذی اور طبرانی نے حضرت وائل بن حجر سے روایت کی فرمایا کہ میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے دل میں کہا کہ میں حضور کی نماز دیکھوں جب آپ نماز میں بیٹھے یعنی التحیات میں تو آپ نے اپنا بایاں پاؤں بچھادیا اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا اور دایاں پاؤں کھڑا کردیا۔

حدیث نمبر۱۰تا۱۳:۔ امام احمد، ابن حبان، طبرانی کبیر میں حضرت رفاعہ ابن رافعؓ سے روایت کی پھر جب تم بیٹھو تو اپنی بائیں ران پر بیٹھو۔

حدیث نمبر۱۴:۔ طحاوی نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت کی آپ مستحب جانتے تھے کہ مرد نماز میں اپنا بایاں پاؤں بچھائے زمین پر اور اس پر بیٹھے۔

حدیث نمبر۱۵:۔ ابوداود نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت کی وہ فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنا بایاں پاؤں بچھاتے تھے یہاں تک کہ اس قدم شریف کی پشت سیاہ ہوگئی تھی۔

حدیث نمبر۱۶:۔ بیہقی نے ابوسعید خدری سے روایت کی جب نماز میں بیٹھے تو اپنے داہنے پاؤں کو کھڑا کرے اور بایاں پاؤں بچھائے۔

حدیث نمبر۱۷:۔ طحاوی نے حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت کی میں نے حضور ﷺ کے پیچھے

نماز پڑھی تو دل میں کہا کہ میں حضور ﷺ کی نماز یاد کرونگا فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ التحیات کے لئے بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھاتے پھر اسی پر بیٹھ جاتے۔

حدیث نمبر ۱۸:۔ طحاوی شریف نے حضرت ابوحمید ساعدی سے روایت کی جب حضور ﷺ التحیات کے لئے بیٹھتے تو آپ نے اپنا بایاں پاؤں بچھایا اور داہنا پاؤں کھڑا کیا اور التحیات پڑھتے تھے۔

مخالفین کی پیش کردہ احادیث ضعیف بلکہ من گھڑت ہیں لہذا ہم پر حجت نہیں۔

## دسواں باب

# بیس رکعت نماز تراویح کا ثبوت

گیارہ رکعت والی روایات سے آٹھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر کا ثبوت ہے۔ جن حدیثوں سے غیر مقلدین مغالطہ دیتے ہیں وہ ان کے بھی خلاف ہیں تراویح تو آٹھ رکعت پڑھتے ہیں مگر وتر ایک رکعت پڑھتے ہیں۔ عجیب مذہب ہے ہمارے دلائل ملاحظہ ہوں۔

دلیل نمبر۱،۲:۔ شرح النقایہ ص۱۰۴ ج۱ السنن بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ وتر کے علاوہ بیس رکعت پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر۳،۴،۵:۔ موطا امام مالک، شرح النقایہ ص۱۰۴ ج۱ السنن بیہقی ج۲ ص۴۹۶:۔ سائب بن یزید صحابی سے مروی ہے کہ ہم حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں (بجماعت پورا مہینہ) بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر۶:۔ ابن منیع کنز العمال ص۲۸۴ ج۲۔ حدیث نمبر ۵۷۸۷ سید القراء حضرت اُبی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو رمضان شریف کے مہینہ میں رات کی نماز (تراویح) پڑھایا کریں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابی بن کعب لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور قرات قرآن بخوبی ادا نہیں کر سکتے لہذا کیا اچھا ہوتا کہ آپ ان پر (امام

صلوٰۃ ہونے کی حالت میں) قرات فرمایا کرتے۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا اے امیر المومنین یہ (سارا مہینہ بجماعت تراویح) ایسی چیز ہے جو پہلے نہ تھی (یعنی اہتمام خاص کے ساتھ تراویح کی جماعت اس سے پہلے نہ ہوتی تھی حضرت عمرؓ نے فرمایا میں اس بات کو اچھی طرح جانتا ہوں لیکن کام اچھا ہے۔ پس حضرت ابی بن کعبؓ نے لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھائی۔

دلیل نمبر ۷:۔ سنن بیہقی۔ منہاج السنۃ ابن تیمیہ طبع مصری۔ حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے رمضان شریف کے مہینہ میں قرآن کے قاریوں کو بلایا اوران میں سے ایک کو بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا اور حضرت علیؓ خود وتر پڑھاتے تھے۔

دلیل نمبر ۸ تا ۱۱:۔ سنن بیہقی باسناد صحیح۔ فتح الباری شرح بخاری ص ۲۴ ج ۲ کتاب الصلوٰۃ لتراویح۔ عینی شرح بخاری ص ۱۲۷ ج ۱۱ جامع الرضوی المعروف صحیح البہاری شرح بخاری ص ۵۰۸ ج ۳ حضرت سالک بن یزید سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ماہ رمضان المبارک میں تراویح بیس رکعت پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر ۱۲:۔ بیہقی میں ہے حضرت فربہ بن شکل سے روایت ہے جو حضرت علیؓ کے اصحاب سے تھے کہ وہ رمضان شریف میں لوگوں کی امامت کرتے تھے اور پانچ ترویحے بیس رکعت نماز پڑھایا کرتے تھے۔

دلیل نمبر ۱۳، ۱۴:۔ عینی شرح بخاری ص ۱۲۷ ج ۱۱۔ بحوالہ مصنف عبدالرزاق جو کہ امام بخاری کے استاد ہیں۔ عمر بن خطابؓ نے لوگوں کو رمضان شریف میں ابی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کی امامت میں اکیس رکعت ادا کرنے پر جمع فرمایا۔ ساتھ ہی ۲۳ رکعت کا ذکر ہے جو کہ اصح ہے یعنی وتر کی تین رکعات پڑھائیں۔

دلیل نمبر ۱۵:۔ عینی ص ۱۲۷ ج ۱۱ محمد بن نصر نے یزید بن حنیفہ کی روایت سے حضرت سائب بن یزید سے روایت کیا کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں لوگ رمضان المبارک میں (تراویح)

بیس رکعت پڑھا کرتے تھے۔

دلیل نمبر ۱۶، ۱۷:۔ مسند ابن ابی شیبہ اوجز المسالک شرح موطا امام مالک ص ۳۹۷ ج ا یحیٰی ابن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں لوگ رمضان شریف میں (تراویح) بیس رکعت پڑھا کرتے تھے۔

دلیل نمبر ۱۸:۔ حدیث بحوالہ مقالات کاظمی ص ۱۷۱ ج ۲ محمد بن نصرؒ نے محمد بن کعب قرظیؒ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں لوگ بیس رکعات (تراویح) پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر ۱۸، ۲۰۱۹:۔ بیہقی نے باسناد صحیح روایت کی عینی ص ۸۷۸ ج ۷ طبع جدید شرح النقایہ ص ۱۰۴ ج ۱ حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ اور حضرت عثمانؓ اور مولا علیؓ کے دور خلافت میں بھی اسی طرح (۲۰ رکعت) پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر ۲۱ تا ۲۳:۔ بیہقی ص ۴۹۷ ج ۲ کنز العمال ص ۲۸۴ ج ۴ الجواہر النقی ص ۲۹۵ ج ۲، ابوالحسناءؒ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحے بیس رکعت پڑھائے۔

دلیل نمبر ۲۴، ۲۵:۔ اوجز المسالک ص ۳۹۸ ج ا بحوالہ ابن ابی شیبہ ابوالحسن سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو ماہ رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح پڑھائے۔

دلیل نمبر ۲۶، ۲۷:۔ اوجز المسالک ص ۳۹۸ ج ا عینی شرح بخاری معروف بہ عمدۃ القاری ص ۱۲۷ ج ۱۱ طبع جدید محمد بن نصر نے اپنی مسند سے بواسطہ اعمش زید بن وہب سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رمضان کے مہینہ میں ہمیں نماز پڑھاتے تھے اعمش نے کہا کہ بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے اور تین رکعت وتر۔

دلیل نمبر ۲۸، ۲۹:۔ اوجز المسالک ص ۳۹۸ ج ۱ اخرج ابن ابی شیبہ ابن ابی شیبہ نے حسن عن
عبدالعزیز سے روایت کی کہ حضرت ابی بن کعبؓ مدینہ منورہ میں ماہ رمضان میں لوگوں کو بیس
رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

دلیل نمبر ۳۰، ۳۱، ۳۲:۔ فتح الباری شرح بخاری ص ۲۰۴ ج ۴ عمدۃ القاری عینی شرح بخاری
ص ۱۲۶ ج ۱۱ بحوالہ ابن ابی شیبہ۔ محمد بن نصر حضرت عطاء کی حدیث روایت کرتے ہیں انہوں نے
فرمایا کہ میں نے ان کو اس حال میں پایا کہ وہ رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر
پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر ۳۴، ۳۵:۔ اوجز المسالک ص ۳۹۸ ج ۱ بحوالہ ابن ابی شیبہ اسناد صحیح سے روایت ہے
حضرت نافع حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ابن ابی ملیکہؓ صحابی
رسول رمضان المبارک میں ہمیں بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے۔

دلیل نمبر ۳۶، ۳۷:۔ اوجز المسالک ص ۳۹۷ ج ۱، بیہقی نے اسناد حسن حدیث بیان کی۔ ابو
الخصیف سے روایت ہے کہ سعید بن غفلہ رمضان شریف میں ہماری امامت فرماتے تھے تو پانچ
ترویحے یعنی بیس رکعتیں تراویح پڑھاتے تھے۔

دلیل نمبر ۳۸، ۳۹:۔ اوجز المسالک ص ۳۹۸ ج ۱ میں بحوالہ ابن ابی شیبہ اسناد صحیحہ سے روایت
ہے۔ سعید بن عبید سے سند صحیح سے مروی ہے کہ علی بن ربیعہ رمضان المبارک میں لوگوں کو پانچ
ترویحے (بیس رکعت) تراویح اور وتر پڑھاتے تھے۔

دلیل نمبر ۴۰:۔ اوجز المسالک ص ۳۹۸ ج ۱ محمد بن نصر شتیر بن شکل سے روایت کرتے ہیں کہ
وہ رمضان شریف میں بیس رکعات اور وتر پڑھاتے تھے۔

دلیل نمبر ۴۱، ۴۲، ۴۳:۔ اوجز المسالک ص ۳۹۸ ج ۱ اور آثار السنن میں ہے ابن ابی شیبہ نے
اپنی مسند سے ابوالبختری سے روایت کیا کہ وہ رمضان المبارک میں پانچ ترویحے (بیس رکعت

اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

دلیل نمبر ۴۴:۔ اوجز المسالک ص ۳۹۱ ج ۱۔ حارث سے روایت ہے کہ وہ رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح کے ساتھ ان کی امامت کرتے تھے۔

دلیل نمبر ۴۵ تا ۴۹:۔ ابن ابی شیبہ، طبرانی نے کبیر میں بیہقی عبد ابن حمید اور امام بغویؒ نے سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی بے شک حضور ﷺ رمضان شریف میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے وتروں کے علاوہ۔ بیہقی نے یہ مزید فرمایا کہ بغیر جماعت تراویح پڑھتے تھے۔

ف:۔ بغیر جماعت تو ہمیشہ پڑھتے تھے جماعت سے صرف تین راتیں پڑھائی۔ ہمیشہ یہ جماعت پڑھنے سے کہیں فرض نہ ہو جائے۔

دلیل نمبر ۵۰:۔ قرآن کے رکوع ۵۵۷ ہیں۔ تراویح کی نماز میں ۲۰ رکعت اور ستائیسویں شب کو ختم ہوتا تھا تو رکوع ۵۴۰ ہونے چاہیں مگر بعض اوقات چھوٹی سورتیں ایک رکعت میں دو چار پڑھتے تھے اسلئے رکوع ۵۵۷ ہوئے۔ اگر آٹھ رکعت تراویح ہوتی تو رکوع ۲۱۶ ہونے چاہیے تھے مگر ایسا نہیں قرآنی رکوعات کی تعداد بتا رہی ہے کہ تراویح ۲۰ رکعات ہیں۔

دلیل نمبر ۵۱:۔ تراویح جمع ترویحہ کی ہے چونکہ ان میں ہر چار رکعت پر کسی قدر راحت کے لئے بیٹھتے ہیں اس بیٹھنے کا نام ترویحہ ہے اسلئے اس نماز کو تراویح کہا جاتا ہے یعنی راحتوں کا مجموعہ اور تراویح جمع ہے کم از کم تین پر بولی جاتی ہے اگر تراویح آٹھ رکعت ہوتیں تو اس کے درمیان میں ایک ترویحہ آتا جس کا نام تراویح نہ ہوتا۔ تراویح کا نام ہی آٹھ رکعت کی تردید کرتا ہے۔

دلیل نمبر ۵۲:۔ دن رات میں ۲۰ رکعت نماز ضروری ہے سترہ فرض اور تین وتر۔ رمضان شریف میں رسول نے ان بیس رکعات کی تکمیل کیلئے بیس رکعات تراویح اور مقرر فرمادی۔ غیر مقلد شاید نماز پنجگانہ میں آٹھ رکعات پڑھتے ہوں گے۔

دلیل نمبر ۵۳:۔ ترمذی شریف میں ہے اہل علم کا عمل اس پر ہے جو حضرت علیؓ وعمرؓ ودیگر صحابہ

امام شافعی کا ہے۔ اور امام مالک ابن ثوری سفیان فرمان یہی

یعنی بیس رکعات۔ یہی ہے مروی سے کرام
امام شافعی نے اپنے شہر مکہ معظمہ میں یہی عمل پایا کہ تمام مسلمان اہل مکہ بیس رکعات تراویح پڑھتے

پر گویا مسلمانوں رکعات تراویح ملخصا بیس ج ۲ ص ۲۹۱ ہیں۔
دلیل نمبر ۵۴:۔ **فتح الملھم** شرح مسلم ص ۲۹۱ ج ۲

صحابہ کرام کے زمانہ میں بیس رکعات کا اجماع ہے۔
دلیل نمبر ۵۵:۔ عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۳۰۷ ج ۵
تراویح اور تین وتر پر اجماع تھا۔ ابن عبدالبر نے فرمایا کہ بیس رکعات تراویح علما کا اجماعی قول ہے
اسی کے اہل کوفہ اور امام شافعی اور اکثر فقہا قائل ہیں اور یہ ہی حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے
اس میں کسی صحابی کا اختلاف نہیں۔
دلیل نمبر ۵۶:۔ شرح نقایہ میں ملا علی قاری نے فرمایا بیس رکعت تراویح پر صحابہ کا اجماع ہوگیا۔
دلیل نمبر ۵۷، ۵۸:۔ عبدالحی کے فتاوے میں ابن حجر مکی کے حوالہ سے ہے بیس رکعت تراویح

پر صحابہ کا اجماع ہے۔
دلیل نمبر ۵۹:۔ عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۲۵۷ ج ۵ میں ملخصا ہے۔ صحابہ کرام تابعین تبع
تابعین وفقہا محدثین کا بیس رکعت تراویح پر اجماع ہے۔
دلیل نمبر ۶۰:۔ اہلحدیث کہتے ہیں غنیۃ الطالبین غوث اعظم کی تصنیف ہے اس میں لکھا ہے
صلوٰۃ تراویح کی گنتی بیس رکعت ہے۔

## اہلحدیث حضرات کی خیانت

ان بدبختوں نے جو غنیۃ الطالبین اپنے اہتمام میں چھپائی ہے اس میں اصل رکعت
تراویح عشرین (۲۰) لکھی ہے مگر ان بدبختوں نے ترجمہ آٹھ رکعات کیا ہے۔

شرم ان کو مگر نہیں آتی

# حضور غزالی زمان کی تحقیق انیق

دلیل نمبر ۶۱:۔ مقالات کاظمی ص ۶۵، ۶۶، ج ا میں ہے ہماری اس تحقیق سے حسب ذیل امور ودلائل کی روشنی میں واضح ہو گئے۔

ا:۔ نماز تراویح کو تراویح کہنا اس دعوے کی روشن دلیل ہے کہ آٹھ رکعت تراویح کا قول باطل اور بیس رکعت صحیح اور درست ہے۔

۲:۔ نماز تراویح کا وقت بعد نماز عشاء اول سے آخر تک ہے یعنی نماز کے بعد رات میں جس وقت بھی نماز تراویح پڑھی جائے جائز ہے۔

۳:۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز تراویح رات کے تینوں حصوں میں سے ہر حصہ میں پڑھی ااور تمام رات بھی تراویح پڑھنے میں گزاری۔

۴:۔ نماز تہجد حضور ﷺ نے سونے سے پہلے اول شب میں کبھی نہیں پڑھی۔

۵:۔ نماز تہجد کا وقت نماز عشاء کے بعد سو کر اٹھنے سے پہلے نہیں ہوتا۔

۶:۔ قیام اللیل اور صلوٰۃ اللیل عام ہے اور نماز تہجد خاص۔

۷:۔ جس طرح صلوٰۃ اللیل اور تہجد ایک نہیں اسی طرح نماز تہجد اور نماز تراویح بھی ایک نہیں اسلئے کہ تہجد کا وقت نماز عشاء کے بعد نیند سے اٹھنے کے بعد ہے اور نماز تراویح کا وقت اول شب سے آخر شب تک ہے۔

۸:۔ صلوٰۃ اللیل اور صلوٰۃ تہجد رمضان اور غیر رمضان تمام اوقات میں مشروع ہے اور صلوٰۃ تراویح صرف ماہ رمضان کے ساتھ مخصوص ہے۔ غیر رمضان میں شرعاً تراویح مشروع نہیں۔

۹:۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز تراویح جماعت کے ساتھ صرف تین راتیں پڑھی ہے اور بس۔

۱۰:۔ صلوٰۃ تہجد ابتدائے اسلام میں ہجرت سے پہلے ہی شروع ہو گئی تھی اور نماز تراویح مدینہ منورہ میں سنہ ۲ھ میں صیام رمضان کی فرضیت کے بعد شروع ہوئی۔

۱۱۔ صلوۃ تہجد ابتدائے اسلام میں فرض تھی اس کے بعد نفل ہوگئی اور نماز تراویح کسی وقت بھی فرض ہو کر شروع نہیں ہوئی۔

۱۲۔ اگر کسی شخص نے نماز عشاء پڑھی اور پھر وہ تمام رات بیدار رہ کر نوافل پڑھتا رہا تو وہ تہجد گزار نہیں اس لئے کہ تہجد کا وقت سونے سے پہلے نہیں ہوتا۔

۱۳۔ اگر کسی نے تہجد کے وقت میں تراویح پڑھ لی تو اگرچہ اس تراویح کا نام صلوۃ تہجد نہیں لیکن صلوۃ تہجد کے قائم مقام ضرور ہے۔

۱۴۔ صلوۃ تہجد نفل۔ علاوہ غیر نفل نماز پڑھنے سے بھی ادا ہو جاتی ہے اس کے بعد یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ نماز تراویح میں جماعت شرط نہیں بلکہ افضل و اولیٰ ہے۔ مبسوط سرخسی ص ۱۴۴ ج ۲ میں ہے تراویح میں جماعت احب اور افضل ہے اور عامہ علماء سے بھی یہی مشہور ہے اور یہی اصح اور واثق ہے۔ ثابت ہوا صحت تراویح کیلئے جماعت شرط نہیں بلکہ تراویح جماعت کیساتھ ہو تو افضل واعلے ہے دوسرے یہ کہ نماز تراویح نماز تہجد کی غیر ہے کیونکہ نماز تہجد میں جماعت احب اور اولیٰ نہیں۔

دلیل نمبر ۴۲۔

## مفتی احمد یار خان کی تحقیق انیق وہابیوں سے سوالات

سب مل کر جواب دیں۔

سوال نمبر ۱۔ بتاؤ کہ حضرت عمر عثمان علی نے بیس رکعت کا حکم کیوں دیا، کیا اس سنت کی انہیں خبر نہ تھی کہ آج چودہ سو سال بعد تم کو پتہ لگا؟

سوال نمبر ۲۔ اگر معاذ اللہ خلفائے راشدین نے بدعت ضلالہ کا حکم دے دیا تو تمام صحابہ نے بلا وجہ قبول کیوں کر لیا ان میں کوئی بھی حق گو اور متبع سنت نہ تھا آج اتنے عرصہ بعد تم حق گو اور متبع سنت پیدا ہوئے ہو؟

سوال نمبر۳۔ اگر تمام صحابہ بھی خاموش رہے تو ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کے ایک سنت رسول کے خلاف بدعت ضلالہ کا رواج دیکھا تو وہ کیوں خاموش رہیں ان پر تبلیغ حق فرض تھی یا نہیں جیسے آج تم آٹھ رکعت تراویح کیلئے ایڑی چوڑی کا زبانی وقلبی دلی ومالی زور لگا رہے ہو انہوں نے یہ کیوں نہ کیا۔ پھر تم ام المومنین سے افضل ہوئے؟

سوال نمبر۴۔ وہ تمام خلفائے راشدین اور سارے صحابہ بلکہ خود حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ بیس رکعت تراویح پڑھ کر اور پڑھوا کر یا جاری ہوتے ہوئے دیکھ کر خاموش رہ کر ہدایت پر تھیں یا نعوذ باللہ گمراہ؟ اگر آج حنفی بیس رکعت تراویح کی بنا پر گمراہ اور بدعتی ہیں تو ان حضرات پر تمہارا کیا فتوے ہے جواب دو، جواب دو، جواب دو،

سوال نمبر۵۔ اگر بیس رکعت بدعت ضلالہ ہے اور آٹھ رکعت تراویح سنت اور تم بہادروں نے چودہ سو برس بعد یہ سنت جاری کی تو بتاؤ حرمین شریفین (مکہ مدینہ) کے تمام مسلمان بدعتی اور گمراہ ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہیں تو تم آج نجدی وہابیوں کو اس کی تبلیغ کیوں نہیں کرتے؟ تمہارے فتوے صرف ہندو پاکستان میں فساد پھیلانے کیلئے ہیں؟

سوال نمبر۶۔ حضرات آئمہ مجتہدین اور ان کے سارے متبعین جن میں لاکھوں اولیاء علماء محدث فقہا، مفسرین داخل ہیں جو سب بیس تراویح پڑھتے تھے کیا وہ سب بدعتی وگمراہ تھے یا نہیں؟

سوال نمبر۷۔ اگر یہ سارے حضرات گمراہ تھے اور (معاذ اللہ) ہدایت پر تمہاری مٹھی بھر جماعت ہے تو ان گمراہوں کی کتابوں سے حدیث لینا حدیث پڑھنا جائز ہے یا حرام؟ اور ان کی روایت حدیث صحیح ہے یا نہیں جب بدعمل کی روایت صحیح نہیں تو بدعقیدہ کی روایت صحیح کیونکر ہو سکتی ہے۔

سوال نمبر۸۔ تمام دنیا کے مسلمان جو بیس تراویح پڑھتے ہیں تو تمہارے نزدیک گمراہ اور بدعتی ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو اس فرمان رسول کا کیا مطلب ہے بڑی جماعت سواد اعظم کی اتباع کرو۔ اور قرآن کریم نے عامۃ المسلمین کو خیر امت اور شہدا علے الناس کیوں فرمایا۔

علماء وہابیہ مل کر ان سوالات کا جواب لکھیں ہم منتظر ہیں۔

## گیارہواں باب

# سنت نماز فجر

فقہی مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص فجر کے وقت مسجد میں آئے اور نماز فجر کی جماعت ہو رہی ہو اور ابھی اس نے سنت فجر نہ پڑھی ہوں تو اسے چاہیے کہ جماعت سے کچھ فاصلہ پر کھڑے ہو کر سنت فجر پڑھ لے بشرطیکہ جماعت مل جانے کی قوی امید ہو اگر التحیات بھی مل سکے تب بھی سنت فجر پڑھ لے مگر غیر مقلد وہابی اس کے سخت خلاف ہیں اور اسی مسئلہ کی وجہ سے حضرت امام اعظمؒ پر لعن طعن کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسے موقعہ پر سنت فجر چھوڑ دے اور جماعت میں شرکت کرے ہم بحمد اللہ حقانیت حنفیت کے دلائل پیش کرتے ہیں۔

(۱) طحاوی نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی وہ اپنے والد حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت کرتے ہیں۔ جب انہیں سعید ابن عاص نے بلایا اس نے حضرت ابو موسیٰ حضرت حذیفہ اور عبد اللہ بن مسعود کو بلایا نماز فجر پڑھنے سے پہلے یہ حضرات سعید بن عاص کے پاس سے واپس ہوئے حالانکہ نماز فجر کی تکبیر ہو چکی تھی حضرت ابن مسعود نے مسجد کے ایک ستون کے پاس فجر کی (دو رکعات سنت) پڑھیں پھر جماعت میں شامل ہوئے۔

دلیل نمبر۲:۔ اسی طحاوی نے حضرت ابو مجلز سے روایت کی نماز فجر کی جماعت کی حالت میں ابن عباسؓ نے پہلے دو رکعات سنت پڑھیں پھر جماعت میں شامل ہوئے۔

دلیل نمبر۳:۔ طحاوی میں ابو عثمان انصاری سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ سنت فجر پڑھ کر جماعت میں شامل ہوئے۔

دلیل نمبر۴:۔ طحاوی میں محمد بن کعب سے ابن عمرؓ کا ایسا عمل مروی ہے۔

دلیل نمبر۵:۔ طحاوی میں ابو عبید اللہ سے ابو الدرداء کا یہی عمل مروی ہے۔

دلیل نمبر ۶۔ طحاوی میں ابوعثمان نہدی سے مروی ہے ہم مسجد میں آتے حضرت عمر جماعت فجر کرا رہے ہوتے تھے تو ہم مسجد کے کنارے پر سنت فجر پڑھ لیتے تھے پھر جماعت کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاتے تھے۔

دلیل نمبر ۷۔ طحاوی نے حضرت یونس سے روایت کی کہ امام حسن فرماتے تھے کہ سنت فجر مسجد کے ایک گوشہ میں پڑھ لے پھر قوم کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائے۔

دلیل نمبر ۸۔ طحاوی نے حضرت نافع سے روایت کی فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ کو فجر کی نماز کیلئے بیدار کیا حالانکہ فجر کی تکبیر ہو رہی تھی تو آپ نے پہلے سنت فجر پڑھیں۔

دلیل نمبر ۹۔ طحاوی نے امام شعبی سے روایت کی حضرت مسروقؓ نماز فجر میں آتے جماعت ہو رہی ہوتی تھی آپ پہلے دو رکعت سنت پڑھتے پھر جماعت میں شامل ہوتے۔

دلیل نمبر ۱۰۔ طحاوی نے حضرت عبداللہ ابن ابی موسیٰ اشعری سے روایت کی کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری مسجد میں آئے حالانکہ امام نماز میں تھا آپ نے پہلے دو رکعت سنت فجر پڑھیں سنت فجر کی بہت تاکید ہے۔

دلیل نمبر ۱۱ تا ۱۵۔ بخاری مسلم ابوداود ترمذی اور نسائی نے اماں عائشہ صدیقہ سے روایت کی حضور ﷺ جتنی نگہبانی اور پابندی سنت فجر کی فرماتے تھے اتنی کسی سنت کی نہ فرماتے تھے۔

اور احمد، طحاوی ابوداود نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی نبی پاک نے فرمایا کہ سنت فجر نہ چھوڑو اگرچہ تمہیں دشمن کا لشکر بھگا رہا ہو۔

دلیل نمبر ۱۶، ۱۷۔ بیہقی اور حاشیہ طحاوی میں ہے جب نماز کی تکبیر کہی جائے تو سوائے فرض کوئی نماز جائز نہیں بجز سنت فجر کے۔

وہابیوں کی پیش کردہ دلیل از طحاوی کا جواب یہ ہے کہ تکبیر نماز کے بعد کوئی نفل جائز نہیں۔ اور طحاوی کی روایت کا مطلب یہ کہ مالک بن بحینہ کے صاحبزادے عبداللہ اسی جماعت کی صف

میں سنت پڑھ رہے تھے جس سے منع فرمایا گیا۔ جماعت سے دور پڑھنا جائز اور متصل پڑھنا منع ہے

## بارھواں باب

# نمازیں جمع کرنا منع ھے

غیر مقلد وہابیوں اور رافضیوں کا یہ عمل قرآن کے خلاف ہے۔

دلیل نمبر ۱:۔ ارشاد خداوندی ہے۔ **ان الصلٰوۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا** مسلمانوں پر اپنے وقت میں نماز ادا کرنا فرض ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی دلیل نہیں۔

دلیل نمبر ۲:۔ ارشاد خداوندی ہے **فویل للمصلین الذین..... الایۃ** ۔ان نمازیوں کیلئے خرابی ہے جو اپنی نمازوں میں سستی کرتے ہیں۔ وقت گزار کر نماز ادا کرنا سستی میں داخل ہے۔

دلیل نمبر ۳:۔ قرآن کریم میں نماز قائم کرنے کا حکم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ پڑھے صحیح پڑھے صحیح وقت پر پڑھے۔ نماز کا وقت گزار کر پڑھنا **اقیمو الصلوٰۃ** کی نافرمانی ہے۔

دلیل نمبر ۴، ۵:۔ بخاری و مسلم میں حضور ﷺ نے سب سے افضل عمل وقت پر نماز کو ادا کرنا فرمایا۔

دلیل نمبر ۶ تا ۹:۔ احمد، ابوداود، مالک نسائی نے وقت پر نماز ادا کرنے والوں کو حضور نے بخشش کی بشارت دی۔

دلیل نمبر ۱۰:۔ ترمذی شریف نے حضرت علی مرتضےؓ سے روایت کی حضور ﷺ نے فرمایا اے علی تین چیزوں میں دیر مت لگاؤ نماز کا جب وقت ہو جائے اور جنازہ جب موجود ہو اور بالغہ لڑکی جب تم اس کا کفو پاؤ۔

دلیل نمبر ۱۱ تا ۱۳:۔ احمد ترمذی ابوداود نے حضرت ام فروہ سے روایت کی فرماتی ہیں کہ سرکار سے دریافت کیا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے فرمایا نماز پڑھنا اس کے اول وقت مستحب میں۔

دلیل نمبر ۱۴:۔ مسلم شریف نے حضرت انسؓ سے روایت کی فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ

فرمایا کہ یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھا ہوا سورج کی انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ جب زرد ہو جائے

غیر مقلدین کے دلائل جمع صوری پر محمول ہیں نہ کہ حقیقی پر۔ یعنی عذر کی حالت میں ظہر آخری وقت میں اور عصر اول وقت میں اسی طرح مغرب آخری وقت میں اور عشاء اول وقت میں پڑھیں۔ جمع صوری کی تائید طبرانی، بخاری اور نسائی کی حدیثوں سے ہوتی ہے۔ عرفات اور مزدلفہ میں سرکار ﷺ نے اللہ کے عطا کردہ اختیار سے نماز کے وقت بدل دیئے۔

## تیرھواں باب

# مسافت سفر

مسافت سفر حضور ﷺ نے تین دن کی راہ قریباً ۵۷.۱/۲ میل (۹۰ کلومیٹر) مقرر فرمائی ملاحظہ ہو بخاری مسلم، ابوداود، نسائی ابن حبان، طحاوی، طیالسی طبرانی، ترمذی، دار قطنی، کتاب الآثار۔ موطا امام مالک، موطا امام محمد، حضور ﷺ کا ذوالحلیفہ میں قصر ادا کرنا حجۃ الوداع کے موقعہ کی بات ہے۔ آپ عازم مکہ تھے اسلئے قصر پڑھی۔

## چودھواں باب

# سفر میں سنت و نفل

سفر میں سنت نفل پڑھ لے تو بہتر ہے اس کا ثبوت مندرجہ ذیل کتب میں ہے ملاحظہ ہو ترمذی طحاوی، مسلم بخاری موطا امام مالک ابن ماجہ۔ ابوداؤد۔

فتح مکہ کے دن حضور نے بحالت سفر ام ہانی کے گھر نماز چاشت ادا فرمائی حالانکہ یہ نفل ہے۔

## پندرھواں باب

# نماز قصر

سفر میں قصر واجب ہے ملاحظہ ہو بخاری مسلم موطا امام محمد، موطا امام مالک ،نسائی ،طبرانی ابن ماجہ

وہابیوں کے دلائل کا جواب مختصر یہ ہے حضور ﷺ نے بحالت سفر نماز قصر پڑھی اور ابن حبان،
جہاں پندرہ دن قیام کی سنت فرمائی وہاں پوری پڑھی۔ حضرت عثمان نے قیام کی نیت فرمائی تو
عرفات منیٰ میں قصر نہ فرمایا۔

## سولہواں باب

# نماز فجر کا افضل وقت

نماز فجر روشنی میں پڑھنا افضل ہے ملاحظہ ہو، ترمذی، ابوداود، نسائی ابن ماجہ، بیہقی، ابن حبان، ابوداود وطیالسی، طبرانی بخاری مسلم ابن ابی شیبہ اسحاق بن راہویہ۔ دیلمی بزاز، طحاوی، بیہقی سنن کبریٰ طحاوی مسند امام اعظم، غیر مقلدین کے دلائل سے جواز ثابت ہوتا ہے افضلیت نہیں۔

## سترھواں باب

# نماز ظہر کا افضل وقت

گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنا افضل ہے۔ ملاحظہ ہو بخاری مسلم، نسائی، ابوداود، ترمذی (ابوداؤد طیالیسی) ابن ابی شیبہ طحاوی، ابوعوانہ، بیہقی، غیر مقلدین کے دلائل صرف جواز پر دلالت کرتے ہیں افضلیت پر نہیں۔

## اٹھارھواں باب

# اذان و اقامت کے الفاظ

حق یہ ہے کہ آذان و اقامت کے کلمات دو دو ہیں نہ آذان میں ترجیع ہے نہ اقامت و تکبیر کے کلمات ایک ایک پہلی تکبیر چار بار آخر میں کلمہ لا الہ الا اللہ ایک بار باقی تمام الفاظ دو دو۔ ملاحظہ ہو، ابوداود، نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان، بیہقی، دار قطنی، طبرانی، ابن ابی شیبہ، ترمذی، دارقطنی، مسند عبدالرزاق، طحاوی، مسند الشاہین۔ ابومحذورہ کو ترجیع کا حکم تعلیم کیلئے تھا۔ نہ کہ آذان کا جزو۔

## انیسواں باب

# جاری خون اور قے سے وضو ٹوٹ جاتا ھے

ملاحظہ ہو دار قطنی ابن ماجہ، ترمذی، ابوداود، طبرانی کبیر، موطا امام مالک،

## بیسواں باب

# نماز جنازہ میں فاتحہ پڑھنا منع ھے

ملاحظہ ہو۔ موطا امام مالک ابوداود، ابن ماجہ۔ عینی شرح بخاری، قراء علے الجنازہ بفاتحۃ الکتاب کا معنی شیخ محقق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں یہ لکھا ہے کہ جیسے آجکل نماز جنازہ کے بعد مسلمان بیٹھ کر دعا فاتحہ پڑھتے ہیں اسی طرح حضور ﷺ نے بھی نماز جنازہ کے بعد بیٹھ کر بطور دعا فاتحہ پڑھی۔

## اکیسواں باب

# حضور ﷺ کی نماز بغیر جلسہ استراحت

(۱) نسائی ص ۱۵۸ ج ۱:۔ حضرت ابو ہریرہ نے مدینہ منورہ میں لوگوں کو بغیر جلسہ استراحت نماز پڑھائی۔ نماز پڑھانے کے بعد فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ بے شک میں نے تمہیں نبی کریم ﷺ کی طرح نماز پڑھائی ہے۔

(۲) مسلم شریف ص ۱۶۹ ج ۱ میں ہے ابو ہریرہ نے حضور ﷺ کی نماز کا طریقہ بتایا اس میں جلسہ استراحت کا ذکر نہیں۔

(۳) ترمذی ص ۳۸ ج ۱:۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نماز میں ہمیشہ اپنے پاؤں کے پنجے سے اٹھتے تھے ابو عیسیٰ نے کہا اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے کہ آدمی نماز میں قدموں کے پنجے کے بل اٹھتا ہے۔

ف:۔ اس حدیث سے جلسہ استراحت کی نفی ہوگئی۔

## بائیسواں باب

# ٹانگیں چوڑی کرکے نماز نہ پڑھو

ابوداؤد ص ۹۷ ج ا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رضوا صفوفکم اپنی صفوں کو چونے گچ کرو اور صفوں کو ایک دوسرے کے قریب کرو اور گردنوں کو برابر کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے شیطان کو دیکھا کہ وہ صف میں داخل ہوتا ہے جیسا کہ بھیڑ کا بچہ۔ کیوں جناب! صف کو چونے گچ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ فٹ ڈیڑھ فٹ ٹانگیں چوڑی کی جائیں؟

معلوم ہوا ٹانگیں اتنی چوڑی کرنے والا مصطفےٰ ﷺ کے فرمان رضوا صفوفکم کا جھلانے والا ہے۔ ٹانگوں کے درمیان سے بھی گزرگاہ شیطان ہے۔

(۲) مسند امام احمد بن حنبل مشکوٰۃ ص ۹۸ میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی صفوں کو برابر کرو اور اپنے کندھوں کو برابر رکھو اور اپنے بھائیوں کیلئے ہاتھوں کو نرم رکھو اور فاصلے کو بند کرو کیونکہ شیطان تمہارے درمیان میں سے گزرتا ہے بھیڑ کے چھوٹے بچے جیسا۔

ف:۔ یہ فاصلہ ٹانگوں کا کم کروگے تو حدیث پر عمل ہوگا۔

## تئیسواں باب

# گردن کا مسح بدعت نہیں بلکہ مستحب ہے

ملاحظہ ہو مجمع الزوائد ص ۱۴ج ا بڑے وہابی شوکانی کی کتاب نیل الاوطار ص ۱۸ ج ا تین مقامات پر ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ جب وضو کرتے اپنی گردن کا مسح کرتے اور فرماتے کہ سرکار نے فرمایا جس شخص نے وضو کیا اور اپنی گردن کا مسح کیا قیامت کے دن اس کے گلے میں زنجیر نہ ڈالا جائے گا نیل الاوطار مصنفہ قاضی شوکانی غیر مقلد وہابی۔ عبداللہ بن عمرؓ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے وضو کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن کا مسح کیا قیامت کے دن گردن میں زنجیر سے بچ گیا اور یہ حدیث صحیح ہے۔

## چوبیسواں باب

# تکبیرات عیدین

ابوداؤد مترجم از غیر مقلد وحید الزمان ص ۲۷۱ ج ۱ ابوموسیٰ نے کہا رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں چار تکبیریں کہتے تھے۔ جتنی جنازے پر کہتے ہیں حذیفہ نے کہا سچ ہے ابو موسیٰ نے کہا میں اتنی ہی تکبیریں کہا کرتا تھا بصرے میں جب ان پر حاکم تھا۔

وہابی غیر مقلد نے بطور فائدہ لکھا۔ یہ حدیث ابوحنیفہؒ کی دلیل ہے کہ چار تکبیروں سے مراد پہلی رکعت میں مع تکبیر تحریمہ کے ہے اور دوسری رکعت میں مع تکبیر رکوع کے۔

ف:۔ اس حدیث سے پہلے والی حدیثیں اس حدیث سے منسوخ ہیں۔ سنت کے مطابق طریقہ نماز عید حنفیوں کا ہے۔

## پچیسواں باب

# عمامہ کی تاکید

۱،۲،۳ بیہقی، کنز العمال ص ۱۸ اج ۸ مشکوٰۃ شریف ص ۳۷۷ عبادہ میں صامت سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم پر عمامے لازمی ہیں اسلئے کہ عمامے فرشتوں کی نشانی ہے اور عمامے کا شملہ اپنی پشتوں کے پیچھے لٹکاؤ۔

(۴) خصائص کبریٰ ص ۲۰۹ ج ۲ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم پر عمامے لازمی ہیں اور ان کے شملے اپنی پیٹھوں کے پیچھے لٹکاؤ اسلئے کہ یہ ملائکہ کی نشانی ہے۔

(۵) جامع صغیر ص ۲۰ ج ۲ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمامہ باندھ کر دو رکعت نماز ادا کرنا بلا عمامہ ستر رکعت ادا کرنے سے بہتر ہے۔

(۶) کنز العمال ص ۱۸ اج ۸ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ سے عمامے سے نفلی یا فرض نماز پچیس بلا عمامے کی نمازوں کے برابر ہے۔ اور ایک جمعہ عمامے سے بلا عمامے کے

(۷) کنز العمال ص ۱۹ اج ۸۔ حضرت رکانہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا میری اُمت ستر جموں کے برابر ہے۔
فطرت انسانی پر قائم رہے گی جب تک ٹوپیوں پر عمامے باندھتے رہیں گے۔

(۸) طبقات ابن سعد ص ۴۵۵، ۴۵۶ ج ۱ حضرت حسنؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ عمامہ باندھتے رہے اور اپنے عمامے کے شملے کو دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے۔

(۹) کنز العمال ص ۱۸ اج ۸ حضرت رکانہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہمارے اور مشرکوں کے درمیان امتیازی علامت ہے (ٹوپی پر عمامہ باندھنے والا)
قیامت کے دن عمامے کے ہر پیچ کے حصے جو وہ اپنے سر پر پھیرتا ہے نور دیا جائے گا۔

(۱۰) کنز العمال ص ۱۸ ج ۸، حضرت رکانہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
ہمارے اور مشرکوں کے درمیان امتیاز ہے ٹوپی پر عمامہ باندھنے کا۔

(۱۱) ابو داود ص ۲۰۹ ج ۲ ہمارے اور مشرکوں کے درمیان امتیاز اور فرق یہ ہے کہ ہم ٹوپی پر عمامہ باندھتے ہیں۔

ف:۔ ننگے سر نماز پڑھنے والے عبرت پکڑیں۔

(۱۲) زرقانی ص ۱۰ اج ۱ حضور نے غدیر خُم پر مولا علیؓ کو عمامہ بندھوایا۔

(۱۳، ۱۴) کنز العمال ص ۱۱۸ ابو داود طیالسی بے شک اللہ تعالٰی نے بدر اور حنین کے دن ملائکہ سے میری مدد فرمائی یہ فرشتے عمامے باندھے ہوئے تھے بے شک کفر و ایمان کے درمیان فرق کرنے والا عمامہ ہے۔

(۱۵) مشکوٰۃ ص ۳۷۴ سرکار نے فرمایا ہمارے اور مشرکوں کے درمیان فرق ہے ٹوپیوں پر عمامے باندھنا۔

(۱۶) طبقات ابن سعد ص ۳۸ ج ۲ حضور ﷺ نے ابو بکر و عمرؓ کو عمامے بندھائے۔

(۱۷) خصائص کبریٰ ص ۲۰۹ ج ۲ حضور ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو عمامہ بندھایا۔

(۱۸) طبقات ابن سعد ص ۴۹۶ ج ۱۔ چھپا ہوا عمامہ حضور کو ہدیۃً پیش کیا گیا آپ نے قبول فرمایا چھپے ہوئے حصے کو کاٹ کر عمامہ سر پر باندھا

(۱۹: کنزالعمال ص ۱۱۰ ج ۴ سرکار نے فرمایا جو قوم اپنی چادروں کے نیچے نماز میں عمامے نہیں باندھتے وہ اللہ کے دیدار سے محروم رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ، اپنے پیارے حبیبؐ کے طفیل قرآن وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ **آمین بجاہ سید المرسلین۔**

دعا گو!

فقیر ابوالرضا نیّر مجددی چشتی قادری

آستانہ عالیہ ہوت والا شریف

جمن شاہ ضلع لیہ

فون: 0300 - 8762350

# علامہ نیرؔ کی دیگر تصانیف

1- دلائل قویہ در حقانیت مذہب حنفیہ
2- نیر صداقت بجواب براہین اہلسنت
3- سیف نقشبندی بر گردن دیوبندی
4- حکم قرآن بجواب حکم آذاں
5- وعید شدید در بارہ یزید پلید
6- انگوٹھے چومنے کا ثبوت
7- مشرک کون؟ بدعتی کون؟
8- قول سدید در ذم یزید
9- تحفہء سواگیہ
10- انگریز کے پٹھو کون ہیں؟
11- انگریز کی معنوی اولاد
12- دعا بعد نماز جنازہ
13- نورانیت النبی ﷺ
14- مذہب اہلبیت
15- رازِ سربستہ
16- افضل الخلق بعد الانبیاء صدیق اکبرؓ
17- سیدنا امیر معاویہؓ
18- فاتح کربلا
21- مسئلہ سماع موتی
22- احسن البیان
23- ایمان اور اسلام
24- تصور شیخ
25- بہار طریقت
26- راہ حق
27- غیر مقلدین کی غذا
28- علم غیب
29- صحاح ستہ اور فقہ حنفیہ
30- کشف حقیقت
31- حاضر و ناظر حصہ اول
32- چند اہم ضروری مسائل
33- مسلک مشائخ عظام
34- خلیفہ بلا فصل
35- اربعین نیرؔ
36- دیوان نیرؔ

# اہل اسلام کے لئے خوشخبری

تفسیر نیرّ العرفان

سیرت نیرّ رسالت ﷺ

مقالات نیرّ

جلد منظر عام پر آنے والے ہیں
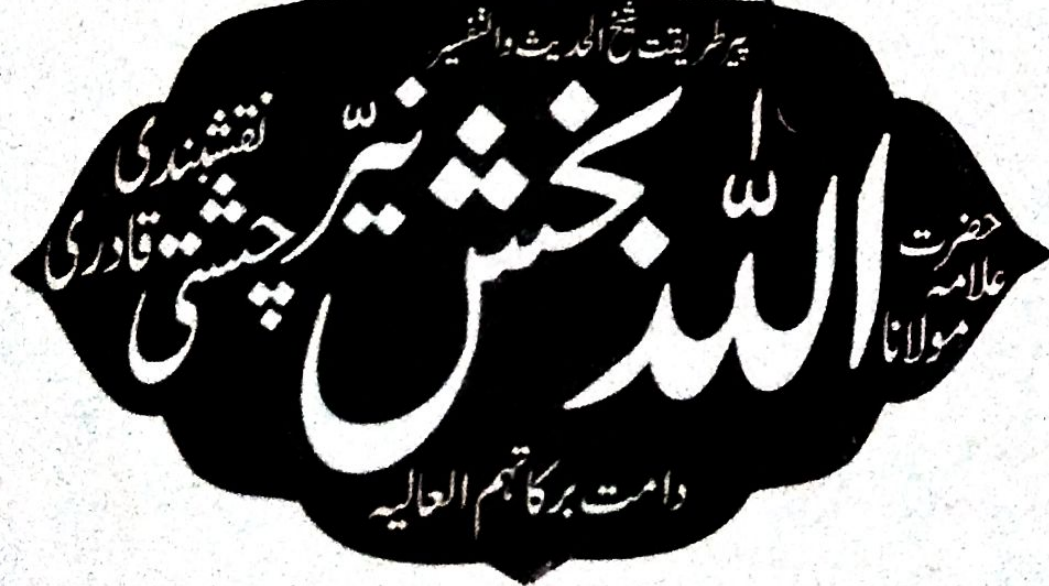
دینی و دنیاوی تعلیم کا حسین امتزاج
جامعہ نیّر المدارس
ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ
زیر سرپرستی
پیر طریقت شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت علامہ مولانا
اللہ بخش نیّر
نقشبندی چشتی قادری
دامت برکاتہم العالیہ
آپ کی زکوٰۃ، صدقات و خیرات اور امداد کا صحیح مصرف
منجانب
صاحبزادہ احمد رضا اعظمی المجددی
Mob:0300 - 8762360
مہتمم جامعہ نیّر المدارس ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ